

## Respected Urdu Lover,

### Greetings and Welcome,

Our mission is to upload 1,001 Free Urdu Novels by 2010. You can help us by

- (1) Composing some pages of the upcoming Novels
- (2) Emailing this Novel to your 50 friends.

For more details please visit now: [www.1001Fun.com](http://www.1001Fun.com)

:: Our Special Thanks to ::

[www.OneUrdu.com](http://www.OneUrdu.com)

[www.PakStudy.com](http://www.PakStudy.com)

[www.UrduArticles.com](http://www.UrduArticles.com)

[www.UrduCL.com](http://www.UrduCL.com)

[www.NayabSoftware.com](http://www.NayabSoftware.com)

## اردو پسندوں کو آداب اور خوش آمدید

ہمارا مشن دو ہزار دس (2010) تک ایک ہزار ایک (1,001) مفت اردو ناول آن لائن کرنے کا ہے۔ آپ اردو سے محبت کے اس مقدس مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔  
﴿1﴾ آئندہ ناول کے چند صفحات کی کمپوزنگ کر کے ﴿2﴾ یہ ناول اپنے پچاس (50) دوستوں کو ای میل کر کے۔ ﴿2﴾ مزید تفصیلات کے لیے ابھی وزٹ کیجیے۔

[www.1001Fun.com](http://www.1001Fun.com)

# گیند کی تباہ کاری

از

ابن صفی

مارچ کی شروعات ہو چکی تھیں لیکن ابھی پانی میں کافی ٹھنڈک رہتی تھی۔ عمران نے چھلانگ لگائی تھی ور پھر اس طرح بوکھلا کر باہر نکل آیا تھا جیسے کسی نگر مچھ نے تعاقب کیا ہو۔ پھر وہ کنارے پر اکڑوں بیٹھ کر کسی سردی کھائے ہوئے بکری کے بچے کی طرح کانپنے لگا تھا۔ اس پر اور زیادہ قہقہے بلند ہوئے تھے۔ لیکن عمران کے انداز سے نہیں ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اپنے گرد و پیش کی خبر ہو۔ پھر وہ شیطان کی طرح سارے ہوٹل میں مشہور ہو گیا تھا۔

یہ سب کچھ اس کے لیے قطعی تکلیف دہ ثابت نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ خود بھی چلتے پھرتے رہنے کا قائل تھا۔ مصیبت دراصل عمران کی لال لنگوٹی تھی۔ اور اس وقت اس لنگوٹی پر سبز رنگ کی فلٹ ہیٹ کا بھی اضافہ ہو گیا۔ اس پر سے عمران کا اکڑوں بیٹھنے کا انداز۔۔۔۔۔ ایک ہاتھ سے اس نے صغدر کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ صغدر اس کے پاس سے ہٹنے نہ پا

## ناول کا آغاز

دوسرے ہی دن عمران وہی لال والا نگوٹ لاگائے ہوئے سویمنگ پول کے کنارے پہنچ گیا تھا۔ سینکڑوں آنکھیں متحیرانہ انداز میں اس کی طرف اٹھی تھیں۔ لوگوں نے آوازیں کسے تھے اور صفدر اس کے پاس سے کھسکتا ہوا نکل گیا تھا۔۔۔ مگر اتنی دور بھی نہیں کہ عمران کی حماقتوں سے لطف اندوز نہ ہو سکتا۔

لوگ ہنس رہے تھے اور آوازے کس رہے تھے لیکن عمران ان سب سے بے نیاز

Released on 2008

Page 4

ہوٹل کے اسسٹنٹ منیجر پر پڑی جو اسی طرف آ رہا تھا۔ وہ صفدر کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

مجھے کچھ عرض کرنا ہے جناب۔ اس نے کہا۔

فرمائیے؟

یہ آپ کے ساتھی یہاں کافی نام پیدا کر رہے ہیں۔ اس کا لہجہ خشک تھا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ غیر معمولی طور پر زندہ دل آدمی ہوں۔ لیکن اگر ان کی دیکھا دیکھی دو چار مزید زندہ دلوں کا اضافہ ہو گیا تو ہمارا ریپوٹیشن جہنم ہی میں گیا۔

صفدر مسکرایا۔ تھوڑی دیر تک اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔ لنگوٹی ہمارا پیدائشی حق ہے۔۔۔۔۔۔ اگر موٹوں کی مجموعی تعداد کو ملک کی پوری آبادی پر برابر تقسیم کر دیا جائے تو یقین کیجئے کہ لنگوٹی سے بھی کوئی کمتر چیز ہر ایک کے حصے میں آئے گی۔

معاف کیجئے گا میں نے کوئی سیاسی مسئلہ نہیں چھیڑا تھا۔ منیجر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ میں نے یہ بات خاص جمالیاتی نقطہ نظر سے کہی ہے۔ صفدر سنجیدگی سے بولا۔ اب یہی دیکھئے۔۔۔۔۔۔ سامنے دو لڑکیاں ڈرائیو کر رہی ہیں۔ ان کی لنگوٹیاں دیسی ساخت کی نہیں ہیں۔ لیکن ہیں لنگوٹیاں ہی۔۔۔۔۔۔ اچھی بات ہے جناب۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں آپ لوگوں کو باقاعدہ طور پر نوٹس دینا پڑے گا۔

یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ آپ ضرور دیجئے گا نوٹ۔ صفدر خوش ہو گیا۔ ٹھیک اسی وقت تالاب سے شور کی آواز آئی اور وہ ادھر متوجہ ہو گئے۔ نہانے والے ربڑ کی ایک گیند کی طرح

پول میں تیرنے والوں کی بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ یہ پول دو حصوں میں منتقم تھا ایک حصے میں لوگ تیرتے تھے اور دوسرا حصہ صرف ڈرائیو کرنے والوں کے لیے مخصوص تھا۔ اس وقت دوسرے حصے میں چار لڑکیاں غوطہ خوری کے کمالات دکھا رہی تھیں اور اسی حصے کی تماشائیوں کی بھیڑ زیادہ تھی۔ یہاں مردوں میں شاید کوئی اچھا غوطہ خور موجود نہیں تھا۔ اس لیے دوسرے حصے میں صرف وہی چاروں لڑکیاں نظر آ رہی تھیں۔ صفدر تھوڑی دیر خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے کہا۔ کیا نہانے کا ارادہ نہیں ہے؟

واہ۔۔۔۔۔۔ عمران یک بیک اچھل پڑا اور صفدر کی ٹانگ چھوڑ دی۔

کیوں کیا ہوا؟

ارے بھئی میں اتنی دیر سے یہی سوچ رہا تھا کہ میں نے کیا ارادہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں بیٹھا سوچتا ہی رہ جاتا۔۔۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تالاب میں چھلانگ لگا دی۔

مگر صفدر جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔

عمران تیرتا ہوا بچوں کے سے انداز میں ہاتھ ہلاکت آوازیں دے رہا تھا۔ ارے آؤ۔۔۔۔۔۔ آؤ۔۔۔۔۔۔ آج تو۔۔۔۔۔۔ مجھے بھی۔۔۔۔۔۔ پھو۔۔۔۔۔۔ پھو۔۔۔۔۔۔ پانی ٹھنڈا۔۔۔۔۔۔ پھو۔۔۔۔۔۔ نہیں لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔ اے۔۔۔۔۔۔ آؤ بھی۔

صفدر نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ وہ بہت شدت سے بیزار ہو گیا تھا۔ دفعتاً اس کی نظر

جو کچھ بھی ہوا ہے۔ اچھا نہیں ہوا۔۔۔۔۔ اب ہو سکتا ہے کہ یہ لال لنگوٹی گردن سے لپٹنی پڑے۔۔۔۔۔ وہاں سب ہی بھاگ نکلے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کے متعلق یقین کے ساتھ نہ کہا جاسکے کہ وہاں موجود تھا بھی یا نہیں۔ لیکن کیا وہ اسسٹنٹ منیجر مجھے یا تمہیں بھلا سکتا ہے۔ جو ابھی کچھ دیر پہلے تمہارے پاس غالباً میرے ہی بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔

آپ نے میری بھی مٹی پلید کر دی۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ آپ کا کیا۔ آپ باقاعدہ طور پر سیکرٹ سروس میں نہیں نہیں۔ ایکس ٹو مجھے کچا چبا جائے گا۔

معدہ بھی چو پٹ ہو جائے گا اس چوہے کا اگر تمہیں کچا چبا گیا۔ قایدے کی بات تو یہ ہوگی کہ ابال کر کھائے۔

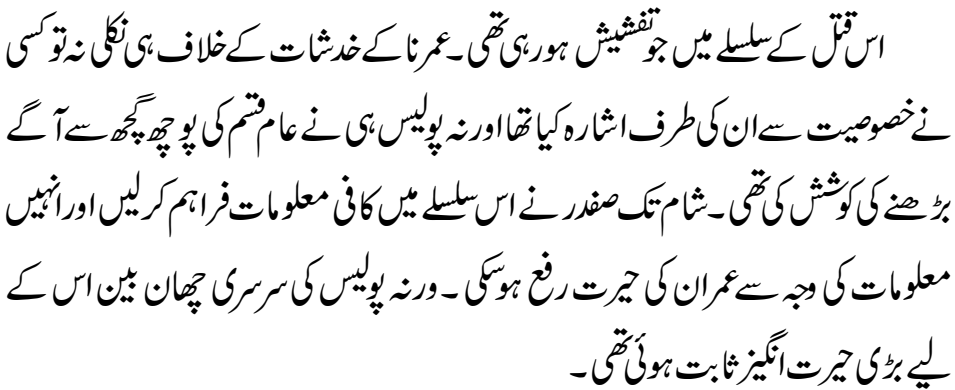
Released on 2008

دوسرے تیراک دور سے متخیرانہ انداز میں اس کی طرف دیکھ رہے تھے انہیں میں عمران بھی شامل تھا۔

چیخنے والا دیکھتے ہی دیکھتے تہہ نشین ہو گیا۔ پانی کی سطح پر خون کا ایک موٹا سا لہریا مچل رہا تھا۔

صفر بھی اچھی طرح سمجھتا تھا سیکرٹ سروس والوں کے معاملات کتنے نازک ہوتے ہیں۔ لہذا وہ دونوں اپنے کمرے میں آ گئے۔

چند لمحے منہ چلاتا رہا۔۔۔۔۔ پھر بڑے مغموم لہجے میں بولا۔  
میں سوچ رہا ہوں کہ آخر وہ گیند میری ہی کھوپڑی پر کیوں پڑی تھی؟۔



## کسے واقعات؟۔

پراسرار؟۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ پراسرار کی ترکیب میرے لیے سوہان روح بن کر رہ گئی ہے۔۔۔۔۔۔ میں اس پہلے آدمی کی جان کو روتا رہوں جس نے سب سے

اور شاید قاتل۔۔۔۔۔ قاتل اب کیا ملے گا۔ صفدر بولا۔ اس نے چاقو پانی ہی میں  
چھوڑ دیا ہوگا۔

[illegible]

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ میں پریشان ہی نہیں ہوں۔

تو پھر میں ابھی لنگوٹی نہ اتار دوں۔ عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

پھر وہ ڈریسنگ ٹیبل کی طرف چلا گیا۔ لیکن عمران اسی طرح بیٹھا رہا۔

میں نے کہا، کیا اب بھی ننگوٹی لگی ہی رہے گی۔۔۔۔۔ صفر نے اسے مخاطب کیا۔



پہلی واردات کو کتنے دن ہوئے؟۔

آٹھ دن ہو چکے ہیں اور پھر قبیلہ وارداتیں ایک یا دو دن کے وقفے سے ہوتی رہی تھیں۔  
اس سلسلے میں کچھ گرفتاریاں بھی ہوئی ہیں؟۔ عمران نے پوچھا۔

ہاں ہوئی ہیں مگر ویسی ہی جیسی عموماً ہوا کرتی ہیں۔ یعنی محض شہے میں دو چار کر دھر لیا۔  
عمران کچھ سوچنے لگا۔ صفر بھی خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر بعد عمران بڑ بڑایا۔ تو گیندوں کی کہانی سردار گڈھ کے بچے کی زبان پر  
ہو گئی؟۔

ظاہر ہے۔

ہاہا۔ عمران کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا پھر رک کر بولا۔ تب پھر ان لوگوں کو پاگل  
ہی سمجھنا چاہئے ضو آج پول میں گیند پر جھپٹے تھے۔  
میں بھی اسی پر غور کر رہا ہوں۔

کس نتیجے پر پہنچے؟۔ عمران نے پرتشویش لہجے میں پوچھا۔

دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ آج ہی آئے تھے اور انہیں ان حالات کا علم نہیں تھا یا پھر  
قاتلوں ہی کی بھیڑ تھی جس نے کسی ایک آدمی پر یلغار کی تھی۔

گڈ۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ کیا تمہیں ان میں سے ایک آدمی کی شکل یاد ہے؟۔

نہیں۔ صفر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ میں اسسٹنٹ منیجر کی طرف متوجہ تھا۔

پہلے یہ ترکیب استعمال کی تھی۔۔۔۔۔ خیر ہاں تو ان گیندوں کا کیا قصہ ہے؟۔

سردار گڈھ میں اب تک چھ وارداتیں ہو چکی ہیں۔ جن میں یہ گیندیں کسی نہ کسی طرح  
ضرور شریک رہی ہیں۔ کبھی یہ گیندیں بھری پڑی سڑکوں پر آتی ہیں کبھی ایسی تفریح گاہوں میں  
جہاں بہت زیادہ بھیڑ رہتی ہے اور ہر ایک بار ایک آدمی قتل ضرور ہوا ہے گیندوں کی وجہ سے  
انتشار برپا ہوتا ہے اور اسی انتشار کے عالم میں کوئی اپنا کام کر گزرتا ہے۔

ہام۔ عمران نے اولوں کی طرح دیدے نچائے۔ ہوئی جانبر بھی ہوا ہے یا ایسے کیسوں  
کیسارے ہی آدمی مر گئے تھے؟۔

صرف ایک آدمی جس پر اچھٹی ہوئی سی چھری پڑی تھی۔

تب تو پولیس والوں کو ان وارداتوں کی نوعیت کسی حد تک معلوم ہو سکی ہوگی؟۔

یہ تو ایک بہت بڑی ٹر جڈی ہے۔ صفر بولا۔ یک کام کا آدمی ہاتھ بھی لگا ہے تو صحیح  
الذماغ نہیں رہ گیا۔

کیا مطلب؟۔

ہوش میں آنے کے بعد بھی اس نے ہوش کی باتیں نہیں کیں۔ وہ اب بھی سول ہسپتال  
میں موجود ہے۔

اب تک کل کتنے وارداتیں ہو چکی ہیں؟۔ عمران نے پوچھا۔

چھ عدد۔





Released on 2008

Page 10

حلیمہ خانم کا کیا قصہ ہے؟۔

کوئی خیالی عورت، کیوں؟۔ سب انسپکٹر نے پوچھا۔

میری رائے ہے کہ آپ انہیں بریلی بھیجوا دیجئے۔۔۔۔۔۔ لیکن آپ یہ نہ کیجئے کہ میں نے آپ کے بیان پر تصدیق کر لیا ہے۔

Released on 2008

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے غصے نے عمران کی عقل سلب کر لی ہو۔ وہ بری طرح ہانپ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھے۔ اس نے کہا۔ اپنے بیان کا یہ خود ذمہ دار ہوگا۔ یہ سراسر بکواس ہے کہ میں اپنی یادداشت کھو بیٹھا ہوں۔ یہ لوگ میرے پیچھے پڑ گئے ہیں مگر میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ حلیمہ خانم سے میری شادی ضرور ہوگی خواہ میرے سر پر سینگ نکل آئیں۔ اب یہ لوگ پولیس سے میرے پاگل پن کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ سب انسپکٹر عمران کی طرف مڑنے کی والا تھا کہ صفدر نے کہا۔ بے کار وقت نہ برباد کیجئے۔ وہ میرا چچا زاد بھائی ہے۔ مجھ سے زیادہ اس اس کے متعلق اور کوئی نہیں جان سکتا۔ منیجر صاحب آپ بھی آئیے۔

میں سن چکا ہوں۔ سب انسپکٹر غرایا۔ مگر آپ لوگ یہاں کس غرض سے آئے ہیں؟۔

Released on 2008

Page 12

ارے جاو۔۔۔۔۔ عمران میز پر ہاتھ مار کر بولا۔ تم کیوں دخل دیتے ہو۔ چیخنے دو۔ پچھلے سال میں نے دو کرنلوں اور تین مینیجروں کو آنکھ ماری تھی۔۔۔ کسی نے کیا بگاڑ لیا تھا

Page 13



دیکھ لیجئے گا۔ مقدمہ دائر کیجئے میرے خلاف۔۔۔ عدالت میں بھی آنکھ نہ ماری تو کچھ نہ کیا۔

میں آپ کو پاگل خانے بھجوا سکتا ہوں۔  
میں نے خود بھی کوشش کی تھی۔ صدر نے زچ ہو کر کہا۔ لیکن سردار گڈھ کے پاگل خانے میں جگہ نہیں مل سکی۔

اگر آپ وہاں ان کا داخلہ کرا سکیں تو میں بے حد شکر گزار رہوں گا۔ میری بھی جان چھوٹے گی۔

عمران اس پر کچھ نہیں بولا۔ البتہ منیجر کے چہرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ بے بسی محسوس کر رہا ہو۔

ذرا آئیے۔۔۔۔۔ میرے ساتھ۔ صفر اٹھتا ہوا بولا۔ اور اسٹنٹ منیجر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ ایک گوشے میں پہنچ کر صفر رکا اور اس نے آہستہ سے کہا۔ پاگل خانے میں تو جگہ نہیں ہے لیکن آپ انہیں حوالات ضرور بھجوا سکتے ہیں۔

وہ آپ کے ساتھی ہیں؟۔ منیجر کا لہجہ طنزیہ تھا۔  
ساتھی نہیں بلکہ چچا زاد بھائی۔ صفر نے ٹھنڈی سانس لی۔ مگر میں اپنا پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں کیونکہ اب میری عزت پر بھی بن رہی ہے۔

نہ گھبرائیے۔۔۔۔۔ کچھ نہ کچھ ہو کر ہی رہے گا۔ اگر پولیس نے آپ لوگوں پر یہیں

ویٹر نے راز دارانہ لہجے میں کہتے وقت آنکھیں چمکائیں۔

تمہارا انعام الگ۔۔۔۔۔ پچاس روپے اس کے بھی لگاؤ۔

وہ تو سب ٹھیک ہے جناب۔ ویٹر مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملتا ہوا بولا۔  
مگر وہ ایسی لڑکی نہیں معلوم ہوتی۔ آپ کے لیے بہترین چیز مہیا کی جاسکتی ہے۔  
کھانا لاؤ۔ صفر غرایا۔ جاودفع ہو جاؤ۔

اچھا۔۔۔۔۔ اچھا۔ عمران نے سر ہلا کر جھینپے ہوئے انداز میں کہا۔ جاو پہلے کھانا لاؤ۔  
ویٹر کنکھیوں سے صفر کو دیکھتا ہوا دوسری طرف مڑ گیا۔

حد ہوگئی۔ صفر آنکھیں نکال کر بولا۔ یہ سب کچھ کسی طرح بھی نہیں برداشت کیا جاسکتا۔ آپ ایسی ایسی حرکتیں کر رہے ہیں جن کے متعلق میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔  
عمران کچھ کہنے کی والا تھا کہ اسٹنٹ منیجر دکھائی دیا جو تیزی سے ان کی طرف آ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ وہ عورت نہیں تھی۔

آپ لوگ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ وہ قریب آ کر غرایا۔

لوگ نہیں۔ صرف میں۔ عمران سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔ میں آپ کو بھی آنکھ مار سکتا ہوں۔ یہ دیکھئے۔۔۔۔۔ یہ ماری۔۔۔۔۔ یہ ماری۔۔۔۔۔ یہ ماری۔۔۔۔۔ اب چلئے۔  
اچھی بات ہے۔ اسٹنٹ منیجر جھینپے ہوئے انداز میں زبردستی ہنستا ہوا بولا۔ میں دیکھ لوں گا آپ کو۔



جی ہاں جناب۔ ویٹر نے جواد دیا۔ صفدر کو دیکھتے ہی وہ کچھ نروس سا ہو گیا تھا۔

کچھ کرو پیارے۔۔۔۔۔ورنہ میں بالکل مرجاؤں گا۔

میں کیا کروں صاحب، میں کیا کر سکتا ہوں؟۔

پھر کون کرے گا؟۔

میں کیا بتا سکتا ہوں صاحب؟۔

ارے تم کیسے آدمی ہو۔ نہ کچھ بتا سکتے ہو اور نہ کچھ کر سکتے ہو۔ کیا میں یہ پلیٹ تمہاری سر

پرتوڑ دوں؟۔

جاو۔ صفدر ایک ہاتھ اٹھا کر غریبا اور ویٹر چپ چاپ کھسک گیا۔

ارے، تم کون ہوتے ہو اسے بھگانے والے؟۔ عمران چڑ کر بولا۔

ہوش میں آجائے عمران صاحب ورنہ نتیجہ بہت برا ہوگا۔

کیوں وہ کیا کہہ رہا تھا؟- عمران نے آگے جھک کر آہستہ سے پوچھا۔

صفدر نے اسے اپنی گفتگو کو لب لباب بتایا۔

چلو۔۔۔۔۔ یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ ورنہ ہوٹل چھوڑنا پڑتا۔ ادھر

پوزیشن یہ ہے کہ مجھے ابھی ابھی اس نیلے اسکرٹ والی سے عشق ہو گیا ہے۔ سوچتا ہوں آج ہی

اس میں اضافہ کر دوں تاکہ دونوں طرف آگ لگ جائے کیوں؟ کیا میں نے کوئی غلط بات کہی

ۛے؟-

ٹھہرنے کی پابندی نہ عاید کر دی ہوتی تو اس وقت تک حالات دوسرے ہوتے۔

یقیناً صفدر نے ایک طویل سانس لی۔ اور سوچنے لگا۔ چلو عارضی ہی طوہر سہی جان تو

چھوٹی۔ فی الحال نہ وہ حوالات کی شکل دیکھ سکتے تھے اور نہ ہی ہوٹل سے نکلنے کا سوال پیدا ہوتا

تھا۔

آپ براہ کرم انہیں قابو میں رکھنے کی کوشش کیجئے۔

بی میں کوشش تو کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہ کچھ نہ کچھ کر ہی گزرتے ہیں۔ مثلاً آنکھ کا

معامله-

دیکھئے یہ سردار گڈھ ہے۔ آپ لوگ پر دیسی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی مصیبت میں پڑ

جائیں۔ ان سے کہئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو بھی قابو میں رکھیں۔

صفدر نے صرف سر ہلا دیا۔ وہ عمران کی طرف دیکھنے لگا تھا۔ جو اسی ویٹر سے گفتگو میں

مشغول تھا جسے کچھ دیر پہلے نیلے اسکرٹ والی لڑکی کے لیے ساڑھے تین سو کی پیشکش کی تھی۔

ویٹر میز پر کھانا لگا رہا تھا۔

ادھر اسٹنٹ منیجر صدر کا دماغ چاٹ رہا تھا۔ اور صدر یونہی اچھا اچھا کہے جا رہا تھا۔

بات ایک بھی پلے نہیں پڑی تھی۔

آخر میں رخصت ہو گیا اور صفدر میز کی طرف بڑھا۔

عمران ویٹر سے پوچھ رہا تھا۔ یہ انہیں دونوں کے ساتھ رہتی ہے؟۔





بولا۔

یار یہی چکر تو سمجھ میں نہیں آتا۔ تم نے کیا نظریہ قائم کیا ہے؟

ابھی کچھ بھی نہیں۔ عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ اور اگر مجھ پر اسی قسم کی پابندیاں عائد رہیں تو شاید حشر تک کوئی نظریہ عائد نہ کر سکوں۔

اوہو۔ پابندیوں کی بات چھوڑو۔ وہ تو ابھی ختم ہو سکتی ہیں۔ میں دراصل یہ چاہتا ہوں کہ یہاں سے ناکام واپس نہ جاؤں۔

ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہاری مدد کروں۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

لیکن اسی شرط پر کہ تم مجھ سے یہاں اس ہوٹل میں دوبارہ نہ ملنا۔ دوسری بات یہ کہ میری سیکرٹری کو اسی وقت یہاں سے ہتھکڑیاں لگا کر لے جاؤ۔ لیکن اسے حوالات میں کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ تیسری بات یہ کہ ہوٹل کے ذمہ داروں کو ہدایت کرو کہ مجھے ہوٹل سے نہ نکالیں اور میرے لیے اب یہ پابندی نہیں رہ گئی کہ میں ہوٹل کی کمپاؤنڈ تک محدود رہوں۔

فیاض تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ چلو منظور ہے۔

آہا ٹھہرو۔ لیکن تم ابھی اس کی وجہ نہیں پوچھو گے؟

یہ بھی منظور ہے۔

گڈ۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ تو پھر اب کھیل شروع ہو جانا چاہئے۔

میں تم سے صرف اتنا ہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہتھکڑیوں کا یہ جوڑا کس کے لیے ہے؟۔  
فیاض نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

شاید تمہارے لیے۔ عمران کا موڈ بگڑ گیا۔ لیکن اس نے مزید کچھ کہنے سے پہلے صفدر کو وہاں سے ہٹا دینا ہی مناسب سمجھا۔

سیکرٹری۔ اس نے کہا۔ تم آرام کرو۔ میں شطرنج کی ایک بازی کھیلے بغیر سونے کے لیے نہیں جاؤں گا۔

صفدر کے چلے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے پھر عمران نے کہا۔  
میری دانست میں یہ ہتھکڑیاں صرف تمہارے ہی ہاتھوں کے لیے موزوں رہے گی۔  
بکواس مت کرو۔

یہ میں صرف اس لیے کہہ رہا ہوں مائی ڈی رپرٹنڈنٹ کہ تم خواہ مخواہ دارالحکومت سے یہاں دوڑے چلے آئے ہو۔ یہ معاملہ تمہارے بس کا نہیں ہے۔  
تمہیں اس سے سروکار نہ ہونا چاہئے۔

اگر مجھے سروکار نہ ہوتا تو تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہ جاؤ گے۔ ویسے اگر تم اس کیس کو سمجھ سکتے ہو تو یہی بتا دو کہ ان گیندوں سے متعلق کئی وادائیں ہو جانے کے باوجود بھی لوگ ان کے پیچھے کیوں دوڑتے ہیں؟۔

فیاض تھوڑی دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر بیک بیک غیر متوقع طور پر نرم لہجے میں



پھر کچھ دیر بعد عمران اپنے کمرے میں چلا آیا۔

اس نے صفدر کو بتایا تھا کہ گیند پر جھپٹنے والوں میں سے دو آدمیوں کے چہرے اسے اچھی طرح یاد تھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہ اس وقت بھی ڈائینگ ہال میں ان دونوں آدمیوں میں دلچسپی لیتا رہا تھا۔ نیلے اسکرٹ والی لڑکی انہیں دونوں کے ساتھ تھی اور عمران نے ویٹر سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ہی رہتی ہے۔ لڑکی سفید فام تھی لیکن وہ دونوں دیسی ہی تھے۔

دوسری صبح عمران نے اسٹنٹ منیجر کو فون پر مطلع کیا کہ وہ اس کے ہوٹل سے جا رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ ایسا نہ کر سکیں گے؟۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

کیوں؟ عمران کا لہجہ غصیلا تھا۔

ہمیں پولیس کی طرف سے یہی ہدایت ملی ہے کہ آپ کو سامان سمیت باہر نہ جانے دیں۔

تم جھوٹے ہو مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔

اچھی بات ہے کوشش کر کے دیکھئے؟۔

مسٹر منیجر میں تمہیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ تم غلطی پر ہو۔ تم مجھے یہاں قید نہیں کر سکتے۔ آپ تفریحا باہر جاسکتے ہیں۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ لیکن آپ کا مستقل قیام یہیں رہے گا۔

ارے واہ۔ تو کیا میں زندگی بھر یہیں پڑا رہوں گا؟۔

کچھ دیر بعد ڈائینگ ہال میں اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ کیونکہ فیاض صفدر کو ہتھکڑیاں لگا کر لے جا رہا تھا اور عمران ایک میز پر کھڑا دونوں ہاتھ ہلا کر چیخ رہا تھا۔ یہ ظلم ہے۔ سراسر ظلم ہے۔۔۔۔۔ ہم بے قصور ہیں۔۔ ہم کچھ نہیں جانتے۔ لیکن فیاض اسے ساتھ لیے نکل چلا گیا۔ دوسرے لوگ عمران کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ وہ اس سے صفدر کی گرفتاری کی وجہ پوچھ رہے تھے۔ عمران نے چیخ کر کہا۔ انہیں شبہ ہے کہ میرا بھائی بھی گیندوں والے جرائم سے متعلق ہے۔۔۔۔۔ یہ جھوٹ ہے۔۔۔۔۔ بہتان ہے۔

کچھ لوگ پولیس والوں کو برا بھلا کہنے لگے۔

میں تو جانتا تھا کہ یہ ہو کے رہے گا۔ اسٹنٹ منیجر بولا۔

آپ جانتے تھے نا۔ عمران ہاتھ ہلا کر چیخا۔ میں بھی یہ جانتا ہوں کہ اس ہوٹل میں شریفوں کا گزر ناممکن ہے۔

آپ ہوٹل کو نہیں بدنام کر سکتے جناب۔

ہوٹل بدنام ہو کر رہے گا گلے سیزن پر تم لوگ کوئی اور دھندا کرتے ہوئے نظر آو گے۔

اسٹنٹ منیجر دوسرے لوگوں سے انصاف طلب کرنے لگا۔ لیکن شاید اس وقت کوئی اس

کا ساتھ دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔

بدلیاں چھائی رہیں۔ پھر شام ہوگئی اور ہوٹل کا ہر حصہ بارونق نظر آنے لگا۔  
آج ڈائینگ ہال کی ایک بھی میز خالی نہیں تھی۔ لیکن اسے تو بہر حال ڈائینگ ہال میں  
بیٹھنا تھا۔۔۔۔۔ لیکن آج وہ اپنی میز پر تنہا تھا۔

ہوٹل کی کئی پیشہ ور لڑکیاں اس کی حماقت آمیز اداسی پر مغموم نظر آنے لگی تھیں۔ لیکن نہ  
جانے کیوں ان میں سے کسی نے بھی قریب آ کے ہمدردی نہیں ظاہر کی تھی۔

آج نیلے اسکرٹ والی بھی تنہا تھی۔ اس کے دونوں ساتھی بھی موجود نہیں تھے۔ عمران نے  
ان کے نام معلوم کر لیے تھے۔ ایک کا نام والٹن تھا اور دوسرے کا گروبر۔ دونوں دیسی عیسائی  
تھے۔ لڑکی کی صحیح قومیت نہیں معلوم ہو سکی تھی۔ لیکن وہ غیر ملکی ہی تھی اور اس کا نام لڑی تھا۔ آج  
یہ لڑکی نارنجی رنگ کے اسکرٹ میں تھی۔

جب عمران نے محسوس کیا کہ وہ بھی اسے ترحم نظروں سے دیکھ رہی ہے تو اس نے اپنے  
چہرے پر اور زیادہ سوگ طاری کر لیا اور اس طرح بار بار آنکھوں پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے آنسو  
بھی پونچھ رہا ہو اور اس پر بور بھی ہو رہا ہو کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔

ایک بیک وہ لڑکی اپنے میز سے اٹھی اور سیدھی اس کے پاس چلی آئی۔  
تم بہت مغموم ہو؟۔ اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ میں تمہارے لیے رنجیدہ ہوں۔  
میری میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ کیا ہوا سے  
حوالات میں کھانا دیتے ہوں گے۔ میرے بھائی کو؟۔

نہیں، مصرف اس کیس کے اختتام تک۔۔۔۔۔ پولیس یہی چاہتی ہے۔  
کچھ دیر بعد عمران ہوٹل کی کمپاؤنڈ سے باہر نظر آیا۔ اس نے ایک ٹیکسی لی اور تارگھر کی  
طرف روانہ ہو گیا۔

اسے ٹرنک کال کرنی تھی، جو بلیک زیرو کے لیے تھی۔۔۔۔۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک اسے  
کال کے لیے منتظر رہنا پڑا۔ خدا خدا کر کے لائن ملی۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو ہی بول رہا  
تھا۔ عمران نے کوڈ ورڈز میں اسے مختصر اسب کچھ بتا دیا اور ہدایت کی کہ وہ کیپٹن خاور اور لفٹیننٹ  
چوہان کو سردار گڈھ کے لیے آج ہی روانہ کر دے۔ اس کال کے بعد اسے اس آدمی کی فکر ہوئی  
جو گیند کے حادثے میں زخمی ہو کر ڈہنی توازن کھو بیٹھا تھا۔ اور اب بھی سرکاری ہسپتال ہی میں  
تھا۔ مگر وہ بذات خود اس کے متعلق تفتیش نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کی دانست میں مجرم بہت  
چالاک تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کی نظروں میں آ جائے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے اب تک  
کے شبہات رفع کرنے کے لیے اس نے پچھلی رات صفدر کو حراست میں دے دیا تھا۔

وہ یہ بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ فیاض یا اس کے محکمے کے ذریعے تفتیش کرائے ویسے اس میں  
کوئی دشواری پیش نہ آتی۔ لیکن یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ کام اس کے حذب منشا ہی ہوتا۔  
وہ پھر ہوٹل میں واپس گیا۔ اب اس کے چہرے پر نظر آنے والی حماقت میں اداسی کا بھی  
اضافہ ہو گیا تھا۔

بعض لوگ اسے ہمدردی اور ترحم سے دیکھ رہے تھے اس کے چہرے پر مایوسی اور اداسی کی



کے ساتھ کہا۔

تم ہی کوئی تدبیر بتاؤ۔۔۔ اگر میں اسے ساتھ لیے بغیر واپس گیا تو مئی مجھے گھر سے نکال دیں گی۔

مگر وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آئی تھیں؟ لڑکی نے مسکرا کر پوچھا۔  
میرا مذاق نہ اڑاؤ میں بہت مظلوم ہوں۔

مگر وہ لوگ تمہیں بھی ساتھ کیوں نہیں لے گئے؟ لڑکی نے پوچھا۔  
قسمت اچھی تھی ان کی کہ مجھے نہیں لے گئے ورنہ میں حوالات مویشی خانہ بنا دیتا۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اب وہ تن کر بیٹھ گیا تھا۔ مگر آنکھوں میں سرخی تھی۔ بالکل ایسی ہی جیسے بہت دیر تک روتا رہا ہو۔

کیا یہ سچ ہے کہ تم ذہنی فتور میں مبتلا ہو، یہاں ہوٹل میں یہی مشہور ہے؟۔  
دفعۃً عمران کو لڑکی کے دونوں ساتھی دکھائی دیئے۔ اس نے بظاہر ان پر ایک اچھلتی ہوئی نظر ڈالی تھی۔ لیکن یہ حقیقت اس سے پوشیدہ نہ رہی تھی کہ وہ دونوں لڑکی کو غصیلی نظروں سے گھور رہے تھے۔

لڑکی انہیں دیکھتے ہی اٹھ گئی تھی لیکن وہ اس کی میز پر نہیں رکے۔ شاید وہ اوپری منزل پر اپنے کمروں میں جا رہے تھے۔ لڑکی بھی زینوں کی طرف بڑھ گئی تھی۔ عمران جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا۔ مگر کچھ دیر بعد اٹھنا ہی پڑا کیونکہ وہ ان لوگوں پر نظر رکھنا چاہتا تھا۔

اس کی آنکھوں سے دو سیال دھاریاں گالوں پر ڈھلک آئیں۔  
ارے۔ تم اس کی فکر مت کرو۔ حوالات میں لوگ بھوکے نہیں رکھے جاتے۔ لڑکی نے کہا۔

اب وہ حوالات سے کیسے نکلے گا؟۔  
کیا تم کسی سے ضمانت نہیں دلوا سکتے؟۔  
میں یہاں کسی کو نہیں جانتا۔  
پھر بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کروں۔ تم مجھے ننھے سے بچے معلوم ہوتے ہو؟۔  
عمران پہلے تو بسورتار ہا پھر بازوؤں میں منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگا۔  
اوہو شاید یہاں کا ماحول تمہیں تکلیف دہ معلوم ہو رہا ہے چلو باہر چلیں۔ لڑکی جلدی سے بولی۔

نہیں۔ میں کا بیرے دیکھوں گا۔ عمران سسکیاں لیتا ہوا بولا۔ لڑکی کو ہنسی آ گئی۔ لیکن پھر اس نے جلدی سے ہونٹ بھینچ لیے۔  
تمہیں شرم نہیں آتی اس طرح روتے ہوئے؟۔ اس نے کہا۔

آتی تو ہے۔ مگر میں کیا کروں۔ میرا بھائی۔ عمران اسی طرح منہ چھپائے روتا ہوا بولا۔  
اب وہ مجھے کیسے ملے گا۔ میں کیا کروں؟۔  
اس قسم کی ذہنیت تو تمہیں صبر ہی کرنے پر مجبور کر دے گی۔ لڑکی نے قدرے جھنجھلاہٹ



ان میں سے ایک آدمی کہہ رہا تھا۔ فضول ہے اس کے متعلق قطعی نہ سوچو اسے وہم کہتے ہیں۔ اگر تم کہیں جا رہے ہو اور راستے میں تمہیں خیال آ جائے کہ لباس میں کسی قسم کا بے ڈھنگا پن پیدا ہوگی اسے۔ تو تم اس وہم میں مبتلا ہو جاؤ گے کہ سارے راہ گیر تمہارے لباس کے اسی عیب کو دیکھ رہے ہیں۔ مگر تم خواہ مخواہ بورہوتے رہتے ہو۔ اسی طرح اس معاملے میں بھی تمہیں وہم ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ تمہیں شبے کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

اف۔۔۔۔۔ فوہ۔۔۔۔۔ دوسرا بولا۔ اتنی لمبی تقریر۔ آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟۔  
یہی کہ بہت زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ تم سے لاتعداد غلطیاں سرزد  
ہوں گی۔

یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آتی؟۔ لڑی کی آواز آئی۔

تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ غصیلے لہجے میں جواب ملا۔ تم تو حد سے زیادہ لاپرواہ ہو

آخر ایک ایسے آدمی کے ساتھ بیٹھنا کہاں کی عقل مندی تھی جسے خبر جانے دو۔ میں فی الحال کسی

بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بس تم دونوں روانہ ہو جاؤ۔ تمہیں دو گھنٹے کے اندر وہاں پہنچنا ہے۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر عمران نے قدموں کی آوازیں سنیں جو بتدریج دور ہوتی جا

رہی تھیں۔ وہ بھی باہر نکل آیا۔۔۔۔۔۔ اس نے انہیں زینوں کی جانب مڑتے دیکھا۔

اپنے کمرے میں آ کر اس نے لبس تبدیل کیا اور پلاسٹک کی وہ ناک نکالی جس کے نیچے گھنی مونچھیں بھی موجود تھیں۔ یہ اس کا ریڈی میڈ میک اپ تھا جو اکثر راہ چلتے ہی ہو جاتا تھا۔ ناک کا خول ناک پر فٹ ہو جاتا تھا اور مونچھیں اوپری ہونٹ پر فٹ ہو جاتی تھیں۔ اس نے فی الحال اسے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

مسئلہ مشکل تھا اس لیے اسے سوچ سمجھ کر ہی قدم اٹھانا تھا۔ یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ اس کا شبہ درست ہی نکلتا۔ یعنی وہ تینوں حقیقتاً اس جرم میں ملوث ہی تھے۔۔۔۔۔ ویسے والٹن اور گروبر کو اس نے بلاشبہ گیند کی طرف جھپٹے دیکھا تھا اور اسے مد نظر رکھ کر اس نے جو نظریہ قائم کیا تھا اس میں اتنی جان تو تھی ہی کہ وہ کوئی طریق کار متعین کر کے اس پر کچھ وقت صرف کر سکتا۔ وہ کمرے سے نکلا۔ ابھی تک وہ اپنی ہی ناک میں تھا یعنی مصنوعی ناک نہیں استعمال کی تھی۔

ڈائینگ ہال میں پروگرام شروع ہو چکا تھا۔ ہال کی روشنی گل کر دی گئی اور صرف اسٹیج بے حد روشن تھا۔ لیکن ہال میں بھی اندھیرا نہیں تھا۔ اسٹیج کی روشنی اتنی تیز تھی کہ اس کے عکس نے ہال کو تاریک ہو جانے سے بچا لیا تھا۔ عمران وہاں رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب وہ انہیں زینوں پر پر تھا جن سے گزر کر والٹن، لزی۔ اور گروبر بالائی منزل پر گئے تھے۔

اب عمران کے چہرے پر مصنوعی ناک اور گھنی مونچھوں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ وہ بالکل شرابیوں کے سہ انداز میں چلتا رہا۔۔۔ جیسے ہی وہ دوسری راہداری میں مڑا وہ تینوں نظر آ گئے

دوسری ٹیکسی کا تعاقب نہیں کر سکتے۔ ہاں پولیس کے لیے ہم مجبور ہیں؟۔

پھر تو کیا میں اتر جاؤں؟۔

آپ خود سوچئے جناب۔۔۔۔۔۔۔۔

پرواہ مت کرو میں اس ٹیکسی کے پیچھے نہیں ہوں بلکہ وہ ٹیکسی میرے آگے ہے یعنی کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کیسے سمجھاؤں۔

دفعۃً اس نے ٹیکسی کو ایک عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑتے دیکھا۔ یہ سردار گڈھ کا ایک مشہور نائیٹ کلب کرینٹ تھا۔

اچھا بھائی لے اتار دے۔ عمران نے کہا۔ کان پکڑ لیے۔۔۔۔۔۔۔۔ آئندہ بیوی تو کیا بیوی کے باپ کا بھی تعاقب نہیں کریں گے۔

ڈرائیور نے ٹیکسی سڑک کے کنارے لگا دی۔

عمران نے نیچے اتر کر کرایہ ادا کیا اور لنکڑا اتار کر کرینٹ کی طرف چلنے لگا۔

کرینٹ ایک شاندار نائیٹ کلب تھا۔ دور دور تک اس کی شہرت تھی۔ سیزن میں خصوصیت سے ذی حیثیت سیاحوں سے بھرا رہتا تھا۔ عمران ہال میں داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ آرکسٹرا جاز بجا رہا تھا۔ اور دودھیا رنگ کی روشنی سارے ہال میں بکھری ہوئی تھی۔ اس نے کردبر اور لڑی کو جلد ہی دیکھ لیا۔ میز پر ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ آس پاس کی کئی میزیں بھی خالی تھیں۔

کچھ دیر بعد وہ ہوٹل کی کمپاؤنڈ میں تھا۔ گروبر اور لڑی باہر آئے۔ شاید انہیں والٹن ہی کی جانب سے کہیں جانے کی ہدایت ملی تھی۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ عمران نے بھی عجلت ہی میں دوسری ٹیکسی سنبھالی تھی۔ لیکن اس کی ٹیکسی اس وقت تک حرکت میں نہیں آئی۔ جب تک کہ اگلی ٹیکسی نے کچھ فاصلہ نہیں طے کر لیا۔

تعاقب سلیقے سے ہو رہا تھا۔ عمران کا ٹیکسی ڈرائیور سمجھا تھا کہ شاید وہ اس لڑکی کا تعاقب کر رہا تھا اس لیے اس نے موقع نکال کر ایسی بھاگ دوڑ کی کہانیاں چھیڑ دیں اور عمران کچھ دیر بعد اکتا کر بولا۔ وہ میری بے وفا بیوی ہے۔

ارے۔۔۔۔۔۔۔۔ اف فوہ۔ ٹیکسی ڈرائیور بکھل کر بولا۔ پھر آپ کیا کریں گے؟۔ جہاں وہ جائے گی وہاں میں بھی جاؤں گا۔

صاحب کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوگی کہ میں خواہ مخواہ دہرایا جاؤں؟۔

ہا ہا، ارے۔۔۔۔۔۔۔۔ نہیں تم غلط سمجھے۔ وہ اپنے خالو کے ساتھ جا رہی ہے۔ پھر آپ نے بے وفا کیوں کہا؟۔

نہیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔ تم نے غلط سمجھا ہوگا۔ میں دراصل اسے اس وقت متخیر کرنا چاہتا ہوں۔ ابھی ابھی باہر سے آیا ہوں۔ اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔ ہا ہا۔۔۔۔۔۔۔۔ بڑا لطف رہے گا۔ مگر ڈرائیور شاید اب بھی غیر مطمئن تھا۔

میں آپ سے معافی چاہتا ہوں جناب۔ ڈرائیور نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ہم قانونا کسی

آہا۔ تم۔۔۔۔ وہ طنزیہ انداز میں ہنسا۔ کیا اب پتھر میں جونک لگے گی؟۔  
خاموش رہو۔ لڑی کا لہجہ غصیلہ تھا۔  
جھگڑا کرو گی۔ کیوں؟۔

لڑی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور اتنے میں ویٹر شراب کی ٹرے لایا۔  
چلو اٹھاؤ۔ لڑی بولی۔ اب اس وقت میں الجھن پیدا کرنے والی باتیں سننا پسند نہ کروں  
گی۔

عمران نے اپنے کافی منگائی تھی۔  
پھر لڑی اور گرو بر پیٹے اور اوٹ پٹانگ باتیں کرتے رہے۔  
عمران سوچ رہا تھا کہ آخر وہ دونوں یہاں کیوں بھیجے گئے ہیں۔ ویسے ان کی گفتگو سے تو  
اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے ان کے متعلق کوئی نظریہ قائم کرنے میں قطعی نہیں کی۔  
ارے لڑی بس۔ دفعتاً گرو بر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ آج تو تم پلاتی ہی چلی جا رہی  
ہو۔ نہیں اب نہیں۔ کام بھی تو کرنا ہے۔

کام کی فکر تمہیں نہ ہونی چاہئے۔ وہ تو مجھے کرنا ہے۔ لڑی نے کہا۔  
ہام، گرو بر کی آواز میں ہلکی سی غراہٹ بھی شامل تھی۔

اس دوران میں عمران نے کرسی بدل لی تھی اور انہیں بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اس نے گرو بر کی  
آنکھوں میں بے اختیاری پڑھ لی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے ان کے بیان پر یقین نہ آیا

عمران نے ایک میز منتخب کی اور ان کی طرف پشت کر کے بیٹھ گیا۔  
وہ دونوں خاموش ہی تھے۔ لڑی نے کچھ دیر بعد ویٹر کو بلا کر وہسکی اور پورٹ طلب کیں۔  
پھر ویٹر کے جانے کے بعد گرو بر سے بولی۔

والٹن شاید اس بات پر خفا ہو گیا ہے کہ میں اس احمق آدمی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔  
میرا بھی یہی خیال ہے کہ تم نے غلطی کی تھی۔

کیوں؟۔ ایک نہیں درجنوں آدمیوں کو میں نے اس سے گفتگو کرتے دیکھا ہے پھر ہنس  
کر کہا۔ ورنہ تم جانتے ہی ہو کہ میں نے آج تک کسی مرد پر رحم نہیں کیا۔

تم اتنی اکڑنے کیوں لگی ہو؟۔ گرو بر بولا۔  
اس لیے کہ میں تم سبھوں کی عقل ہوں۔

اس کے باوجود بھی تمہیں احمقوں پر رحم آتا ہے۔ مگر میں اسے احمق نہیں سمجھتا۔ وہ یقینی طور  
پر کوئی رنگین مزاج رئیس زادہ ہے اور لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے مصحکہ خیز حرکتیں  
کرتا ہے۔

میں تم سے متفق نہیں ہوں۔  
کوئی دلیل؟۔

ختم کرو، میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتی۔ ہو سکتا ہے کہ میں اسے پسند کرنے لگی  
ہوں۔

ہو۔

دفعتا وہ میز پر دونوں ہاتھ ٹیک کر جھکتا ہوا غرایا۔ کیوں؟ کیا کھیل؟  
کیسا کھیل؟ لڑی کی بھنویں سکڑ گئیں۔

میں اس روسیہ کی طرف سے مطمئن نہیں رہتا اس لیے مجھے شبہ ہے کہ وہ بھی مجھے شہے کی نظر سے دیکھتا ہے۔

تم ایسے برے الفاظ میں اس کا تذکرہ نہ کرو۔ لڑی غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ میں اسے پوچتی ہوں۔ وہ میرا ہیرو ہے۔

وہ تمہارا ہیرو ہے۔ گروبر کا لہجہ زہریلہ تھا۔ لیکن تم شاید اس کے صحیح نام سے واقف نہ ہو۔ اس کی شکل بھی نہ دیکھی۔

یہی تو سب سے بڑی کشش ہے اس میں۔

جہنم میں جھونکوا سے۔ گروبر میز پر گھونسہ مار کر غرایا۔ اس وقت کی بات کرو تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو۔

میں لائی ہوں۔۔۔۔۔ یا والٹن نے بھیجا ہے۔

کیا وہ جو کام میرے علم میں لایا گیا تھا۔ وہی اصلیت ہے یا۔۔۔۔۔ پھر؟

میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ البتہ ہمیں جو کام کرنا ہے اس کے لیے تقریباً ایک گھنٹے تک انتظار کرنا پڑے گا۔ مگر میری دانست میں یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ کام ہو ہی جائے کیونکہ وہ نہ آیا تو

کیا ہم ہوا کی حجامت بنائیں گے؟

کچھ بھی ہو۔ وہ آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا۔ تو تم نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ اتنی پلا دی۔۔۔۔۔ میرا دماغ قابو میں نہیں ہے۔

ارے۔ تم کیوں فکر کرتے ہو۔ میں سب کچھ ٹھیک کر لوں گی۔

گروبر کرسی کی پشت سے ٹک گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ لڑی اسے ایسی نظروں سے دیکھتی رہی۔ جیسے کام تسلی بخش طور پر ہوا ہے۔

پھر عمران نے گروبر کو میز پر سر ٹکیٹے ہوئے دیکھا۔ وہ بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ آہستہ کچھ بڑبڑاتا بھی جا رہا تھا۔

ذرا ہی سی دیر میں وہ خاموش ہو گیا۔ عمران نے لڑی کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ دیکھی جسے وہ کوئی مخصوص معنی نہ پہناسکا۔

گروبی۔۔۔۔۔ گروبی۔ لڑی نے گروبر کا شانہ ہلا کر آواز دی لیکن کوئی جواب نہ ملا، لڑی اس کا شانہ چھوڑ کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔

پھر عمران نے دیکھا کہ تین مختلف گوشوں سے تین آدمی اٹھ کر لڑی کی میز کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ یہ تینوں وضع قطع سے مہذب اور تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے۔ ان کے لباس معمولی نہ تھے۔

لڑی ان سے آہستہ آہستہ کچھ کہتی رہی اور پھر ان میں سے دو آدمیوں نے گروبر کی

تم اپنی حفاظت کرو۔ مجھے قریب بلانے سے کوئی فائدہ نہیں۔

دفعتا کسی نے کہا۔ بس اب گرا کر ذبح کر ڈالو۔

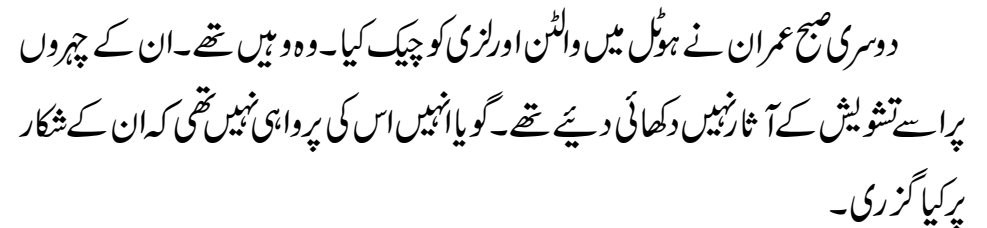
کیپٹن خاور اور لیفٹیننٹ چوہان اسی دن سردار گڈھ پہنچ گئے۔ اور انہوں نے عمران کو فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی۔ وہ دو مختلف ہوٹلوں میں ٹھہرے تھے۔ غالباً بلیک زیرو نے بحیثیت ایکس ٹو انہیں اسی قسم کی ہدایت دی تھی۔

اس کے علاوہ لڑی والٹن اور گروبر کے معاملات بھی کچھ کم غور طلب نہ تھے۔ کچھلی رات اس نے لڑی اور گروبر کی گفتگو سنی تھی۔ گروبر نے کسی۔ روسیہ لاتذکرہ بہت برے لہجے میں کیا تھا۔ جس پر لڑی نے خود اسے برا بھلا کہتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اس کا تذکرہ برے لہجے میں نہ کرے کیونکہ وہ اس کا ہیرو تھا۔ اور وہ اسے بہت پسند کرتی تھی۔ پھر جب گروبر نے کہا تھا کہ

اوہو۔ تم تو بہت کچھ جانتے ہو؟۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر گرو بر نے کہا۔ میں لال باغ کے ساتویں بنگلے میں تمہیں مل سکوں گا۔

کچھ دیر تک پھر خاموشی رہی۔ لیکن اس بار گروہ نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ اس کی بجائے عمران نے اس کے قدموں کی چاپ سنی جو بتدریج دور ہوتی جا رہی تھی۔





کیفے گرین پہنچ کر اسے تقریباً بیس منٹ تک ان دونوں کا انتظار کرنا پڑا۔ اس دوران میں عمران بڑبڑاتا رہا تھا کہ اس کا تعاقب تو نہیں کیا گیا۔ لیکن اسے اس قسم کے آثار نظر نہیں آئے۔ خاور اور چوہان پانچ یا چھ منٹ کے وقفے سے کیفے میں داخل ہوئے تھے۔

کہتے عمران صاحب کیا چکر ہے؟۔ لیفٹیننٹ چوہان نے ہنس کر پوچھا۔

ارے یار کیا بتاؤں۔۔۔۔۔ شرم آتی ہے۔ عمران نے شرمیلے انداز میں کہا۔ میں نے دراصل اپنے ایک نجی کام کے سلسلے میں ایکس ٹو سے درخواست کی تھی کہ مجھے لیفٹیننٹ چوہان اور کیپٹن خاور چند دنوں کے لیے عطا کئے جائیں۔

نجی کام کے لیے ہم لوگ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ چوہان نے معنی خیز نظروں سے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

کیا مطلب؟۔ کیپٹن خاور نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

پہلے تم مجھے گروبر کے متعلق بتاؤ؟۔

لال باغ کے ساتویں بنگلے میں صرف ایک آدمی رہتا ہے۔ لیکن اس کا وہ حلیہ نہیں ہے جو آپ نے بتایا تھا۔ اور اب اس کا نام بھی گروبر نہیں ہے۔ پھانک پر جو نام کی تختی ہے اس پر پی سندریم ایڈووکیٹ تحریر ہے۔

حلیہ کیا ہے۔۔۔۔۔ پیارے۔۔۔۔۔ کپتان صاحب؟۔

شاید اس نے کبھی اس کی شکل بھی نہ دیکھی ہو اور نہ یہ جانتی ہو کہ وہ حقیقتاً کون ہے؟ تو اس پر لڑی خاموش ہو گئی تھی۔ یہ روسیہ کون تھا جو لڑی کا ہیرو ہونے کے باوجود بھی اس کے لیے ایک نامعلوم آدمی تھا۔ کیا وہ ان کا سربراہ تھا؟۔ عمران بڑی دیر تک سوچتا رہا۔ گروبر کے انداز گفتگو سے یہی قیاس مل جاتا تھا کہ وہ گمنام روسیہ ان کا سرغنہ ہی تھا اور چونکہ گروبر اس کے متعلق کوئی اچھی رائے نہیں رکھتا تھا اس لیے اسے ختم کر دینے کی اسکیم بنائی گئی تھی۔

مگر کیا گروبر اتنی قوت رکھتا تھا کہ اس روسیہ سے ٹکرا جاتا؟۔ اب عمران اس مسئلے پر غور کرنے لگا۔ لڑی اور اس کے ساتھی گروبر کو کریسینٹ کلب سے اچھی حالت میں نہیں لے گئے تھے۔ یعنی اسے اتنا نشہ ہو گیا تھا کہ وہ اپنے پیروں سے چل بھی نہیں سکتا تھا۔ لیکن پھر درس یا پندرہ منٹ بعد یک بیک اس طرح ہوش میں آ جانا کیا معنی رکھتا تھا؟ اس کا مطلب تو یہی تھا کہ اسے اس حادثے کی اطلاع پہلے ہی سے ملی تھی اور اس نے اتنی زیادہ ہرگز نہیں پی تھی کہ خود کو قابو میں نہ رکھ سکتا۔

عمران کا ذہن پھر والٹن اور لڑی کی طرف بہک گیا۔۔۔۔۔ کیا والٹن اس گروہ کا کوئی خاص آدمی ہے۔۔۔۔۔؟ اس کی حیثیت کیا ہے۔۔۔۔۔؟ وہ دیر تک اس کے متعلق سوچتا رہا پھر اٹھ گیا۔ گھڑی پانچ بج رہی تھی۔ اسے چھ بجے کیفے گرین میں خاور اور چوہان سے ملنا تھا۔ وہ ہوٹل سے نکلا اور کیفے گرین کے لیے ایک ٹیکسی کی۔ لیکن اس وقت میک اپ میں نہیں تھا۔



بیڈلک۔ عمران بسور کر بولا۔ اب مجھے تمہاری بھی نگرانی کرانی پڑے گی۔  
کیوں؟

وہ والٹن اور گروبر کو بھی پسند ہے۔  
میں نہیں سمجھا؟

پتہ نہیں کیوں مجھے ان لوگوں پر بے حد غصہ آتا ہے، جو اسے پسند کرتے ہیں۔ میں نے تم لوگوں کو اس لیے بلوایا ہے کہ یہ معلوم کرو کہ وہ دونوں اسے کیوں پسند کرتے ہیں؟  
اگر یہ حقیقت ہے تو ایکس ٹو پر لعنت بھیجے کو دل چاہتا ہے۔ چوہان بولا۔

ضرور بھیجو۔ عمران سر ہلا کر بولا۔ میں اس کے لیے کام کرتا ہوں۔ اس لیے اسے بھی میرے کام آنا چاہئے۔۔۔ میں آج کل بہت پریشان ہوں۔ ابھی تو مجھے اس کا بھی پتہ لگانا ہے کہ خود میں اسے کیوں اتنا پسند کرتا ہوں۔

چوہان تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ بہت گہرے ہوا استاد اصل معاملے کی ہوا بھی نہ لگنے دو گے۔۔۔ خیر ہاں تو میں نے والگا سے اس کا تعاقب شروع کیا تھا۔ وہ تنہا تھی والٹن اس کے ساتھ نہیں تھا۔ وہ سب سے پہلے سول ہسپتال گئی تھی۔ عمران کو وہ پاگل مریض یاد آ گیا جو گیندوں ہی کے سلسلے میں زخمی ہو کر سول ہسپتال میں زیر علاج تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔

سول ہسپتال سے وہ کہاں گئی تھی؟

گول چہرہ۔۔۔۔۔۔۔ گھنی مونچھیں۔۔۔۔۔۔۔ اور پیشانی پر چوٹ کا لمبا سا داغ۔

حلیہ گروبر کا نہیں تھا۔ عمران نے اس بنگلے کے پھاٹک پر کسی کے نام کی تختی بھی نہیں دیکھی تھی۔ عمران نے سوچا کیا ہو وہاں سے کھسک گیا۔  
تمہیں یقین ہے کہ وہاں اس حلیے کا کوئی آدمی نہیں ہے جو میں نے تمہیں بتایا تھا؟  
وہاں اس بنگلے میں اس حلیے کا کوئی آدمی نہیں رہتا۔ پڑوسیوں سے میں اس کی تصدیق کر چکا ہوں۔

یہ پی سندر کیسا آدمی ہے؟

خوش اخلاق ہنس مکھ اور دوسروں کے کام آنے والا۔

سبحان اللہ۔۔۔۔۔۔۔ عمران بے حد خوش نظر آنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے پی سندر خاور کا کوئی رشتہ دار رہا ہو اور عمران نے خاور کا دل رکھنے کے لیے اس کی تعریف سن کر خوشی ظاہر کی ہو۔

پھر اس نے چوہان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ تم کیا خبر لائے ہو۔

لڑی ایک خوبصورت لڑکی ہے عمران صاحب۔ چوہان نے کہا۔

تمہیں پسند تو نہیں آئی؟ عمران نے گھبرا کر پوچھا۔

بہت زیادہ عمران صاحب۔

کیوں؟۔

وہ کہیں بھی نہیں گئے تھے۔

کیا بات ہوئی؟۔

وہ کہیں نہیں گئے تھے۔ انہوں نے صرف پورے سردار گڈھ کا ایک چکر لگایا تھا۔ اور اس کے بعد پھر واپس آ گئے تھے۔

ہوں۔ عمران نے اپنے دیدے نچائے اور کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔

لڑی سول ہسپتال میں نرس کے فرائض کب سے انجام دے رہی ہے؟۔

زیادہ دن نہیں ہوئے۔ چوہان نے کہا۔ صرف ایک ماہ سے، اف فوہ۔ کتنا فلرٹ کرتی ہے وہ ڈاکٹروں سے۔

اب میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے گھٹیا ہو جائے۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

کیوں؟۔

کبھی کسی سے عشق ہوا ہے تمہیں؟۔ عمران نے بسور کر پوچھا۔

مجھے لونہ بناو پیارے۔ چوہان ہنس پڑا۔

اچھا۔ عمران نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلادیا۔

خاور نے لیفٹیننٹ چوہان سے کہا۔ میرا دعویٰ ہے کہ یہ حضرت اسی گیند والے کیسوں کے چکر میں ہیں۔ آج مجھے یہاں کیپٹن فیاض بھی نظر آیا تھا۔

یہی بتانے جا رہا تھا۔ وہ حقیقتاً ایک سمجھ میں نہ آنے والی لڑکی ہے۔۔۔۔۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اسی ہسپتال میں نرس کے فرائض انجام دیتی ہوگی۔

کیا؟۔ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

سب سے پہلے وہ ہسپتال کی عمارت میں گئی تھی اور پھر وہاں سے ہسپتال کے ایک رہائشی کوارٹر میں گئی۔ اور جب وہاں سے دوبارہ برآمد ہوئی تو اس کے جسم پر نرسوں جیسا لباس تھا۔

وہ پھر ہسپتال کی عمارت میں چلی آئی۔ پھر میں نے اسے جنرل وارڈ کے میرضوں کی خبر گیری کرتے ہوئے دیکھا۔ چھان بین کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ شوقیہ کام کرتی ہے اس لیے اسے تنخواہ نہیں ملتی۔ چونکہ کئی ڈاکٹر اس پر بری طرح رتجھے ہوئے ہیں لہذا اس کے اس شوق کی تکمیل بہ آسانی ہو رہی ہے اور وہ روزانہ تقریباً دو گھنٹے کوئی معاوضہ لیے بغیر وہاں نرس کے فرائض انجام دیتی ہے۔

دو گھنٹے بعد وہ کہاں گئی تھی؟۔ عمران نے پوچھا۔

دو گھنٹے بعد۔ چوہان نے ایک طویل سانس لی اور خاور کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ دو گھنٹے بعد پھر ہوٹل میں واپس آ گئی تھی۔۔۔ قصہ دراصل یہ ہے کہ آج اس نے مجھے تھکا مارا کیونکہ بیس ہی منٹ بعد وہ دوبارہ باہر جانے کے لیے تیار ہو گئی تھی اور اس بار اس کے ساتھ والٹن بھی تھا۔۔۔ لیکن براہ کرم اب یہ نہ پوچھئے کہ وہ کہاں گئے تھے۔

دوسری صبح ناشتہ کے دوران میں پھر لڑی سے ملاقات ہوگئی۔۔۔ وہ خود ہی عمران کی میز پر آئی تھی۔

کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی اور عمران بھی بالکل ایسے ہی انداز میں سر جھکائے بیٹھا رہا جیسے وہ اس کے عزیز کی تعزیت کرنے آئی ہو۔

آخر جب یہ خاموشی لڑی کو شاید گراں گزرنے لگی تو اس نے پوچھا۔

تم نے اپنے بھائی کے لیے کیا کیا؟

اب اس کے علاوہ ور کیا کر سکتا ہوں کہ اپنی آدھی جائیداد اس کے نام منتقل کر دوں۔  
کیونکہ اسے تو یقینی طور پر پھانسی ہو جائے گا۔

کیا مطلب؟ لڑی کے لہجے میں حیرت تھی۔

اب کیا بتاؤں۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ کچھلی رات میں نے خواب میں دیکھا ہے جیسے میرے بھائی ہی نے اسے چھری ماری ہو۔

کیا بات ہوئی؟

مطلب یہ کہ ایسا ممکن ہے۔

آخر کیوں؟ کیا پہلے سے دشمنی تھی؟

نہیں بلکہ اس گیند کی وجہ سے اس کا دماغ چل گیا ہوگا۔ گیندوں پر نظر پڑتے ہی وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ اور اسے شدت سے غصہ آتا ہے کہ وہ اپنے قریب کھڑے ہوئے کسی آدمی کی

عمران نے اس پر ایک متفکرانہ نظر ڈالی اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ اب وہ صرف چوہان اور خاور کی گفتگو سن رہا تھا۔ ان دونوں نے ان کیسوں کے متعلق ایک طویل بحث چھیڑ دی تھی۔ اس کا سلسلہ تقریباً آدھے گھنٹے تک قائم رہنے کے باوجود بھی وہ کوئی نظریہ نہیں قائم کر سکے۔ آخر عمران نے خاور سے کہا۔ یہ پی سندریم ایڈوکیٹ اپنے کچھ دلال بھی رکھتا ہوگا۔ مطلب یہ کہ ایسے لوگ جو اس کے لیے کیس تلاش کرتے ہو؟

ہم نے ابھی تک زیادہ معلومات نہیں فراہم کیں۔

مجھے کم از کم ایسے ایک آدمی کا نام اور پتہ چاہئے؟

کل شام سے پہلے ناممکن ہے۔

میں اس کے لیے صرف چھ گھنٹے کی مہلت دے سکتا ہوں۔ عمران نے خاور کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

دیکھو یار۔ خاور مسکرایا۔ دھونس دھڑلے سے کام نکالنے کی کوشش نہ کرو۔ میں بیمار ہو کر یہاں سے چلا جاؤں گا اور میری جگہ تنویر متعین کر دیا جائے گا۔ پھر سوچو کیسی جوتیوں میں دال بٹے گی۔

صرف چھ گھنٹے۔ عمران کا لہجہ سخت تھا۔



کر دیا تھا۔

وہ اس طرح اٹھی جیسے بے خیالی میں یہ فعل سرزد ہوا ہو۔ پھر یک بیک چونک کر بولی۔  
میں تم سے پھر ملوں گی۔ مجھے تمہارے بھائی کی گرفتاری پر افسوس ہے۔  
وہ ایک طرف چلی گئی۔ اور عمران سوچتا ہی رہ گیا کہ آخر وہ اس سے کیا چاہتی ہے اس  
طرح خواہ مخواہ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

کیا یہ لوگ خود اس کے چکر میں ہیں؟ اسے کچھیلی شام ہی شبہ ہوا تھا جس وقت چوہان  
نے یہ رپورٹ دی تھی کہ لزی اور والٹن نے سردار گڈھ کے چکر لگائے تھے۔ بلا یونہی بلا مقصد  
چکراتے پھرنا بھی کسی نہ کسی مقصد کا حامل ضرور رہا ہوگا کہ اس طرح وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ  
کہیں ان کا تعاقب تو نہیں ہو رہا؟

اگر یہی بات ہے تو چوہان یقینی طور پر ان کی نظروں میں آ گیا ہوگا۔ اس نقطے پر مزید غور  
کرنے سے پہلے ہی اسے ایک خطرے کا احساس ہوا۔ اور وہ سوچنے لگا کہ کہیں خود اس کی نگرانی  
نہ شروع ہو گئی ہو۔

اس نے ناشتہ ختم کیا اور کچھ دی ہال ہی میں وقت برباد کرنے کے بعد اپنے کمرے میں  
چلا آیا۔ کمرے کے وسط میں چھوٹی گول میز پر سرخ رنگ کا ایک لفافہ دیکھ کر اسے رک جانا  
پڑا۔ جب وہ کمرے سے گیا تھا تب اس قسم کا کوئی لفافہ وہاں موجود نہ تھا۔ عمران نے اسے اٹھایا  
اور الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ اس پر کوئی تحریر نہیں تھی لیکن اس کے اندر تہہ کیا ہوا کاغذ ضرور تھا۔

گردن تک مروڑ سکتا ہے۔

تم مجھے بے وقوف بنا رہے ہو؟ لزی ہنس پڑی۔  
مجھے گہرا صدمہ پہنچا ہے اس بات سے۔ عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ارے لوگ تو  
مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں۔ میں کیا کسی کو بے وقوف بناؤں گا؟  
تم نے اس کی ضمانت کے لیے کوشش کیوں نہیں کی؟ لزی نے کہا۔  
غیر ضروری ہے اسے پھانسی تو ہو ہی جائے گی۔ پھر خواہ مخواہ وقت کیوں برباد کیا جائے۔  
تم عجیب آدمی ہو۔  
یہ جملہ بھی میرے لیے نیا نہیں ہے۔ پتہ نہیں کیوں لوگ مجھے بچپن ہی سے عجیب کہتے اور  
سمجھتے آئے ہیں؟  
میں نہیں سمجھتی کہ اس کے خلاف ثبوت مہیا کئے بغیر اسے کیسے پھانسی دے دی جائے  
گی؟

اوہ۔ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ مجھے صاف صاف کہنا پڑیگا کہ گیند اس کی بڑی کمزوری  
ہے۔ اکثر وہ درجنوں گیندیں چبائے بغیر نگل گیا ہے۔

لزی پھر ہنسنے لگی۔ دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بے چین سی بھی نظر آنے لگی ہے۔  
لیکن وہ اس کی وجہ نہ سمجھ سکا۔ اس نے کنکھیوں سے ہال کا جائزہ بھی لیا۔ مگر وہ صرف مضطرب تھی  
کسی طرف متوجہ نہیں تھی۔ تو پھر وہ کوئی خیال ہی رہا ہوگا جس نے اسے غیر متوقع طور پر مضطرب

ہاں میں لڑی پھر دکھائی دی۔ اور اس بار اس کے ساتھ والٹن بھی تھا۔ عمران نے سوچا کہ اگر کچھ دیر ان لوگوں سے بھی صحبت رہے تو کیا برا ہے ہو سکتا ہے۔ بے خبری کے عالم میں ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل ہی جائے جس پر وہ اپنی تفتیش کی بنیاد رکھ سکے۔ وہ ان کے قریب ہی کی ایک میز پر بیٹھ گیا۔ فاصلہ اتنا تھا کہ اگر وہ آہستہ گفتگو کرے تب بھی عمران کچھ نہ کچھ تو سن ہی لیتا۔

لڑی والٹن سے کہہ رہی تھی۔ میں اب بہت شدت سے بور ہو رہی ہوں۔ یہ سلسلہ ختم ہو جانا چاہی۔

سلسلہ ختم کرنا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ والٹن بولا۔

پھر بتاؤ، میں کیا کروں۔ اب میں کچھ دن صرف آرام کرنا چاہتی ہوں۔

یہ کھیل تو اب ختم ہی سمجھو۔ والٹن بولا۔ کیوں کہ اب یہ مخدوش ہو گیا ہے۔

ہاں۔ لڑی نے ایک طویل سانس لی، کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر بولی۔ گروہر کے مسئلے میں تم خاموش ہو۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟۔

تمہاری دانست میں وہ ناقابل اعتماد تھا۔ اس لیے تم نے اسے راستے سے ہٹا دینا چاہا تھا لیکن وہ نکل گیا۔

اس کی تلاش جاری ہے۔ والٹن نے کہا۔ اس تذکرے پر وہ کچھ متفکر سا نظر آنے لگا تھا۔

کیا تمہیں اس کے متعلق کوئی ہدایت ملی تھی؟۔ لڑی نے پوچھا۔

عمران نے لفافہ چاک کر کے کاغذ نکالا۔ کاغذ پر تحریر نظر آئی۔

میرا خیال ہے کہ ہم سے کوئی بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ کیونکہ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میرا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ چوہان کا بھی کم و بیش یہی خیال ہے۔ آپ ذرا ہوشیار رہئے گا۔ یہ لوگ بہت چالاک معلوم ہوتے ہیں۔۔۔ پی سندرما ایڈوکیٹ زیادہ تر فوجداری کے مقدمات کرتا ہے۔ مجھے حالات کا علم ہو چکا ہے۔ شاید آپ اس سے صفدر کی ضمانت کے سلسلے میں گفت و شنید کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن گروہر کا مسئلہ ابھی تک سمجھ میں نہیں آ سکا۔ ہمیں سارے حالات کی آگاہی ہونی چاہئے ورنہ شاید ہم دھوکا کھا جائیں۔

کھا بھی جاو۔ عمران نے بڑبٹاتے ہوئے خط چاک کر دیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ اس نے خاور اور چوہان سے میک اپ میں نہ مل کر سخت غلطی کی تھی۔

کچھ دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لی اور بڑبٹایا۔ اچھا دوستو۔ اگر تم میرے پیچھے ہو تمہیں میں تمہیں پاگل ہو جانے پر مجبور کر دوں گا۔

اس نے لباس تبدیل کیا اور دروازہ کھول کر راہداری میں ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ دونوں طرف سناٹا تھا۔

باہر نکل کر دروازہ مقفل کرنے کے بعد اس نے اپنی ناک پر پلاسٹک کی مصنوعی ناک جمائی اور گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا زنیوں کی طرف بڑھ گیا۔

کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ لڑی غرائی۔ تمہیں میرے ذاتی معاملات سے کیا سروکار اور میں اسے ایک ذلیل حرکت سمجھتی ہوں کہ کسی کی ٹوہ میں رہا جائے۔ قبل اس کے کہ والٹن کچھ کہتا عمران ہاتھ ہلا ہلا کر بولا۔ ارے واہ۔ کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل حرکت کیسے ہو سکتی ہے؟۔ وہ دونوں چونک کر اس کی طرف مڑے۔ پہلے والٹن کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی اور پھر وہ یک بیک بھڑک گیا۔

کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟۔ اس نے گرج کر کہا۔  
نہیں تو۔۔۔۔۔ کسی دشمن نے اڑائی ہوگی۔ عمران کا جواب تھا۔  
تم ہماری گفتگو میں دخل دینے والے کون ہو؟۔  
بس دخل ہی دینے والا ہوں۔

کیا تم جھگڑا کرو گے۔ والٹن کے نتھنے پھولنے پھپھنے لگے۔  
میں کسی بھی طرح تم سے کمزور نہیں پڑوں گا۔ عمران نے اسے چیلنج کیا۔  
اگر میں تمہارے منہ پر تھپڑ رسید کر دوں تو کیسی رہے گی؟۔ لڑی غرائی۔

ارے باپ رے۔ عمران بوکھلا کر بولا۔ تب تو یہ مصنوعی ناک اور مونچھیں ایک سیکنڈ میں تباہ ہو کر رہ جائیں گی۔

والٹن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے درندگی اور وحشت جھانک رہی تھی۔  
دوسرے ہی لمحہ میں وہ عمران کی سر پر تھا۔

نہیں، اتنے اختیارات مجھے بھی ہیں کہ میں ایسے حالات سے خود ہی نیٹ لوں۔  
لیکن تم نہیں نیٹ سکے۔ لڑی نے کہا۔ ہو سکتا ہے تمہاری یہ غلطی ہم پر تباہی نازل کرے۔  
اوہ ختم کرو۔ والٹن برا سامنہ بنا کر غرایا۔

اچھا اب اس احمق کے متعلق تم نے کیا سوچا ہے؟۔  
تم کیوں کان کھا رہی ہو میرے؟۔

اس لیے کہ تم مجھ پر اعتماد کرنا چھوڑو۔  
کیا مطلب؟۔ والٹن کی بھنویں تن گئیں۔

میں تم سے بحث کرتی ہوں۔ بعض اوقات مخالفت بھی کر بیٹھتی ہوں۔ گروبر کا بھی یہی رویہ تھا۔

دفعۃً والٹن مسکرایا اور پیار بھری نظروں سے اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ جس دن اس کی نوبت آئی میں تمہارے ہاتھ میں ایک ریوالمور دے کر کہوں گا کہ والٹن کی چھاتی کا نشانہ لو اور ٹریگر دبا دو۔

میں نہیں سمجھی تم کیا کہہ رہے ہو؟۔

اس نے ایک دن تم سے اظہار عشق کیا تھا۔ اور تم خفا ہو گئی تھیں۔  
صاف صاف کہو۔ لڑی نے غصیلی آواز میں کہا۔  
میں اسے پسند نہیں کرتا کہ کوئی تم سے اظہار عشق کرے۔



پہلے تو مجھے تم یہ بتاؤ کہ کسی کی ٹوہ میں رہنا ذلیل حرکت کیوں ہے؟۔ عمران نے لڑی کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

یارِ معاف کر دو۔ اب کبھی کسی کی ٹوہ میں نہیں رہوں گا۔ عمران گھگھپایا۔



ٹھہرو۔ والٹن نے اس کا بازو پکڑ کر روک لیا۔

میں اسے اس بکو اس کا مزہ چکھاؤں گی۔

ارے جاو۔ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ تم مجھ سے تگڑی ہو کیا۔ بدتمیزی کرو گی تو دو چار جھاڑ جھاڑ دوں گا۔ اپنی محبت میں سب چلتا ہے۔

محبت کے بچے خاموش رہو۔ لڑی دانت پیس کر چیخی۔

تم میک اپ میں کیوں ہو؟۔ دفعتاً والٹن نے اس سے نرم لہجے میں پوچھا۔ اور ریو اور والا ہاتھ بھی نیچے جھکا لیا۔

اس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ میک اپ میں تمہیں کوئی نہیں نہ پہچان سکے گا۔ ورنہ یہ کم بخت مونچھیں تو بری طرح چھبتی ہیں۔

کس نے کہا تھا؟۔

اب میں نام تھوڑا ہی جانتا ہوں۔ بہت شریف آدمی ہے بیچارہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ تمہارے بھائی کو بھی رہا کرادوں گا۔

نام نہیں جانتے تو حلیہ ہی بتاؤ۔ والٹن کا لہجہ بدستور نرم رہا۔

نہیں بتاؤں گا، کیوں بتاؤں؟۔

اچھا یہی بتاؤ کہ اس کام پر کیوں آمادہ کیا تھا؟۔

کچھ بھی نہیں۔ ارے جب ستارے ٹھیک ہوتے ہیں تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ میں

اسی جملے نے میرے اندر آگ لگا دی تھی۔ ورنہ مجھے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ تمہاری گفتگو میں دخل دیتا۔

تم کیوں تھے اس کی ٹوہ میں؟۔ والٹن نیگرج کر پوچھا۔

کیوں نہ ہوتا؟۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس سے پوچھو کہ یہ اتنی خوبصورت کیوں ہے؟۔

کیا بکو اس کر رہے ہو؟۔ لڑی بگڑ گئی۔

اچھا چلو تم بڑی بد صورت ہو۔ خدا کرے لولی لنگڑی بھی ہو جاو۔

لڑی کچھ کہنا چاہتی تھی کہ والٹن بول پڑا۔ تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے؟۔

ممی اور ڈیڈی نے۔ عمران نے بڑی سادگی سے کہا۔ ان کا خیال تھا کہ سردار گڈھ میں میرا جی بہل جائے گا۔

ممی کے بچے میں تمہیں فنا کر دوں گا۔ والٹن دانت پیس کر بولا۔

بس، بس۔ معلوم ہو گیا۔ ابھی تک صرف تم ہی ملے ہو۔

کیا مطلب؟۔ والٹن نے کہا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کر کے اسے گھورنے لگا۔

مطلب یہ کہ یہ میری ہے۔ میں اس کو بچپن ہی سے خواب میں دیکھتا آیا ہوں۔ اب ملی

ہے تو اتنے دنوں بعد۔۔۔۔۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی اسے چاہتا تو نہیں ہے۔

میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔ لڑی اس کی طرف گھونسہ تان کر جھپٹی۔

میں خود بھی اس کے لیے کسی اچھے سے شوہر کی تلاش میں تھا۔ والٹن نے سنجیدگی سے کہا۔  
یہ ایک یتیم لڑکی ہے۔

ارے۔۔۔۔۔ واہ یتیم تو میں بھی ہوں، بس بڑے بھائی کرادو شادی۔

اوں۔۔۔۔۔ ہوں۔۔۔۔۔ یوں نہیں۔۔۔۔۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے۔

میرا بزنس ہے دارالحکومت میں۔

بزنس۔۔۔۔۔ کس چیز کا۔۔۔۔۔؟

امپورٹ۔۔۔۔۔ ایکسپورٹ۔

کتنی آمدنی ہوگی؟

میں نے آج تک یہ جاننے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی کہ میری آمدنی کتنی ہے۔

خیر۔ یہ شادی ہو سکتی ہے۔ مگر تم کوشش کرو کہ لڑی تمہیں پسند کرنے لگے۔

کیسے کوشش کروں؟۔ عمران نے بے بسی سے کہا۔ میں اب تک درجنوں لڑکیوں کے لیے

کوشش کر چکا ہوں لیکن کسی نے بھی پسند نہیں کیا۔

والٹن عمران کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اسے سمجھنے کی کوشش کر

رہا ہو۔ عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار کچھ اور زیادہ گہرے ہو گئے تھے۔

دیکھو دوست۔ اس نے کچھ دیر بعد کہا۔ میں تمہارے لیے بہت کچھ کر سکتا ہوں مگر شرط یہ

اپنے کمرے میں بیٹھا رو رہا تھا کہ وہ نیکدل آدمی میرے پاس آیا اور بولا۔ اے شریف آدمی س طرح نہ رو، تیرے گردش کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ میں تیرے بھائی کو ضمانت پر رہا کرادوں گا۔ اور تیرے دل کی کلی بھی کھلے گی۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تجھے ایک لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔ اور تو اسے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ ممکن ہے ایسا ہو سکتا ہے مگر اسی وقت جب تو یہ معلوم کر سکے کہ وہ کسی دوسرے سے تو محبت نہیں کرتی۔ پھر اس نے طریقہ بتایا کہ میں کس طرح اس کے متعلق معلومات حاصل کروں گا۔ یہ دیکھو۔ عمران نے اپنی مصنوعی ناک مونچھ سمیت چہرے سے ہٹادی اور پھر بولا۔ اس سے میری شکل بدل جاتی ہے۔ اور چزی کے پیچھے پھرتا رہتا ہوں۔۔۔۔۔ وہ مجھے کبھی نہیں پہچان سکی۔ ہا ہا۔

اس کا نام چزی نہیں لڑی ہے۔ والٹن مسکرایا۔

تم خواہ مخواہ وقت برباد کر رہے ہو۔ لڑی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

تم نیچے جاؤ۔ میں ان سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تو بہت نیک اور صاف گو آدمی معلوم ہوتے ہیں۔

لڑی چند لمحے والٹن کو گھورتی رہی پھر دروازے کی طرف گھوم گئی اس کے جانے کے بعد والٹن نے دروازہ بند کیا اور عمران سے بولا۔

کیا واقعی تم اسے چاہتے ہو۔

دل و جان سے بھائی صاحب۔ عمران کے دانت نکل پڑے۔





اٹھی ہوگی لہذا خود سامنے آنے کی بجائے اس نے اس احمق آدمی کو استعمال کرنا مناسب سمجھا۔  
بہر حال لڑی ہوشیار رہو۔ وہ ہم پر تباہی بھی لاسکتا ہے۔

تم نے مجھے آج تک یہ نہ بتایا کہ نقاب پوش اس مسئلے کو کیسی نظر سے دیکھتا ہے؟۔  
وہ قطعی بے تعلقی کا اظہار کر رہا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ایک ہزار گروبر بھی اس تک نہ پہنچ  
سکیں گے اور یہ حقیقت بھی ہے۔۔۔۔۔ ہم میں سے کون اسے جانتا ہے۔۔۔۔۔ کون  
اس کے ٹھکانے سے واقف ہے۔۔۔۔۔ اگر آج ہم پر کوئی افتاد پڑ جائے تو اس کا بال  
بھی بیکا نہیں ہوگا۔ وہ ہر حال میں محفوظ ہوگا اور یہ حقیقت محض کہانی معلوم ہوگی کہ ہم کسی  
دوسرے کے لیے کام کرتے رہے ہیں۔

مگر ہم آج تک کسی خطرے سے دوچار نہیں ہوئے۔ لڑی بولی۔  
وہ بے حد چالاک ہے۔ اور ہمیں ہر موقع پر بچاتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ اگر یہ بات نہ  
ہوتی تو وہ کب کا ٹوٹ چکا ہوتا۔

خیر ختم کرو۔ لڑی نے کہا۔ اب اسے کس طرح ہوش آئے گا؟۔  
خود بخود۔ والٹن نے جواب دیا۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے کمرے میں اس کے لیے ڈاکٹر  
طلب کیا جائے۔

ٹھیک ہے۔  
کچھ دیر خاموشی رہی اور عمران دل ہی دل میں مسکراتا رہا پھر اس نے والٹن کی آواز سنی جو

پھر بہ آہستگی فرش پر لٹا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران دور ہوتے ہوئے قدموں کی آوازیں سن رہا تھا۔ والٹن کمرے  
سے جا چکا تھا۔ لیکن دروازہ مقفل ہونے کی آواز نہیں سنی تھی۔ وہ اسی طرح آنکھیں بند کئے  
فرش پر پڑا رہا۔ کچھ دیر بعد اس نے پھر قدموں کی آواز سنی لیکن آنکھیں نہیں کھولیں۔ البتہ  
اندازہ کر لیا کہ آنے والے دوہی ہو سکتے ہیں۔

یہ آدمی میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا؟۔ عمران نے لڑی کی آواز سن۔  
کیا یہ ایک شاندار ایڈونچر نہیں ہوگا کہ تم ایک نیم دیوانے اور احمق آدمی کی محبوبہ بنو۔ یہ  
والٹن کی آواز تھی لڑی کی کھنکھاتی ہوئی ہنسی سے کمرہ گونج اٹھا۔  
جانتی ہو۔ اس نے کس کا حلیہ بتایا ہے؟۔ والٹن نے کہا۔  
کس کا؟۔

گروبر کا۔  
نہیں۔  
یقین کرو۔ گروبر ہی نے اسے ہمارے پیچھے لگایا ہے۔

مگر کیوں؟۔ اگر اسے ٹکرانا ہی ہے تو ٹکرا جائے اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟۔ لڑی نے کہا۔  
گروبر کو میں نے محض اس لیے راستے سے ہٹانا چاہا تھا کہ وہ نقاب پوش کے چکر میں پڑ  
گیا تھا اور اسے بے نقاب کر دینے کی فکر میں تھا۔ اس کی یہ واہش اب اور شدت سے بھڑک

اب عمران پر والٹن کی حیثیت واضح ہو گئی تھی۔ قیاس تو پہلے بھی یہی تھا لیکن محض قیاسات کی بنا پر نہ کوئی نظریہ قائم کیا جاسکتا ہے اور نہ راہ عمل ہی متعین کی جاسکتی ہے۔ اب اس کا یقین ہو جانے پر کہ والٹن محض آلہ کار ہے۔ اس مسئلے پر باقاعدہ طور پر سوچنا شروع کر دیا تھا۔

لزی اس سے بہت قریب آ گئی تھی اور وہ ہر وقت اس آدمی کی تاک میں رہتی تھی جس کے اکسانے پر عمران نے اس کی اور والٹن کی نگرانی شروع کی تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں اسے مایوسی ہی ہونی تھی۔ بھلا گرو بر تھا ہی کہاں کہ ان کے درمیان آٹپکتا۔

لزی اور والٹن کو جھانسا دینے کے بعد عمران نے چوہان اور خاور کو ہدایت دی تھی کہ وہ سردار گڈھ سے واپس چلے جائیں۔ اب ان کی جگہ کیپٹن صدیقی اور سارجنٹ نعمانی کو لینی تھی۔ وہ دونوں بھی تیسرے ہی دن وہاں پہنچ گئے۔ ان دونوں نے والگا ہی میں قیام کیا تھا اور ہر وقت عمران ہی پر نظر رکھتے تھے۔ لیکن عمران نے ابھی تک کوئی کام ان کے سپرد نہیں کیا تھا۔

فی الحال اس نے یہ اسکیم ترک کر دی تھی کہ پی سندر م ایڈوکیٹ تک پہنچ کر گرو بر کے متعلق معلومات حاصل کرے۔ اس کے لیے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہ ہوتا کہ وہ اس سے مل کر صفدر کی ضمانت پر رہائی کے متعلق مشورہ کرتا۔ اسکیم یہی تھی لیکن اب تفشیش کا رخ بدل گیا تھا۔ اب اسے گرو بر کی چنداں فکر نہیں تھی۔ پہلے اسے گرو بر کی تلاش تھی اس لیے کہ وہ گروہ والوں سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا ایسی صورت میں وہ اپنے بچاؤ کے لیے سرکاری گواہ تک بن سکتا تھا۔

کہہ رہا تھا۔

لزی تمہیں اس احمق کو بہت ہی احتیاط سے ہینڈل کرنا ہے۔ اگر گرو بر ہاتھ آ گیا تو میں اسے تمہارا ہی کارنامہ سمجھوں گا۔

آہا۔ ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ لزی بولی۔ آخر یہ گرو بر نقاب پوش کے چکر میں کیوں پڑ گیا تھا؟۔

ہم میں سے کون نہیں ہے اس کے چکر میں۔ صرف نیت کا فرق ہے۔ گرو بر شاید اس فکر میں تھا کہ اس تک پہنچ کر اسے بلیک میل کرے۔۔۔۔۔ ہم تو محض اس لیے اسے جانا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارا چیف ہے۔

پتہ نہیں کیوں۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ دیکھو وہ ہوش میں آ رہا ہے۔

عمران نے ایک جھرجھری سی لی تھی اور آنکھوں کے پوٹے گردش میں آ گئے تھے۔ پھر یک بیک وہ حلق سے بلی کی سی آواز نکالتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

اوہو۔۔۔ کیسی طبیعت ہے تمہاری۔ لزی اس کی طرف جھپٹی۔

ارے باپ رے۔ عمران بوکھلا کر ایک طرف کھسک گیا۔ اور لزی بے ساختہ ہنس پڑی۔

والٹن بھی مسکرا رہا تھا۔



ہاں۔

یار فیاض، میرا دل چاہتا ہے کہ اب میں حقے تمباکو بنا کر بیچوں۔  
بہکنے لگے؟۔

پھر بتاؤ میں کیا کروں اتنے دنوں سے تو جھک مار رہا ہوں۔ تم نے بھی کچھ نہیں کیا؟۔  
تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ میں نے کچھ نہیں کیا؟۔ فیاض مسکرایا۔

ارے تو بتاؤ نا کون سے فقیر مارے ہیں۔۔۔۔۔ فقیر۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ فقیر نہیں  
۔۔۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں اسے جو مچان پر رکھ کر کھینچا جاتا ہے۔ ارے لا حول ولا تو مچان بھی  
شاید غلط کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔ ارے ہاں کمان کمان۔۔۔۔۔ تیر۔۔۔۔۔ تیر۔۔۔۔۔ کہنے  
کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کون سے بڑے تیر مارے ہیں؟۔

بکواس کر چکے۔

چلو کر چکا۔

سردار گڈھ میں اکثر بڑی حیرت انگیز وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ کیپٹن فیاض نے جیب  
سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ مثلاً بعض اوقات یہاں سانپ بکثرت پیدا ہو جاتے  
ہیں۔

بڑی شان والا ہے۔ نیلی چھتری کا باسی۔ عمران درویشانہ انداز میں آسمان کی طرف انگلی  
اٹھا کر بولا۔

مگر اب ایسے حالات میں جب کہ والٹن اور لزی خود ہی اس کے پھندے میں آ پھنسنے  
تھے تو وہ گروبر کے سلسلے میں درد سہی کیوں مول لیتا۔ اب تو یہی دونوں اصل مجرم تک پہنچنے میں  
نادانستہ طور پر اس کے معاون مددگار بن سکتے تھے۔

کیپٹن فیاض ابھی تک سردار گڈھ ہی میں مقیم تھا اور خلاف توقع اس بار اس نے بڑے  
صبر سے کام لیا تھا۔ نہ تو ابھی تک عمران سے ملنے کی کوشش کی تھی۔ اور نہ فون ہی پر اسے بور کیا  
تھا۔ خود عمران ہی اس سے ملا۔ مگر اچھی طرح اطمینان کر لینے کے بعد کہ اب اس کا تعاقب نہیں  
کیا جاتا۔ یہ ملاقات سردار گڈھ کے ایک پبلک پارک میں ہوئی تھی۔

بھئی اب تو میں اکتا گیا ہوں۔ کیپٹن فیاض نے کہا۔  
کیوں کیا ہوا؟۔

وہ مریض بھی ختم ہو گیا جس سے کچھ معلوم ہونے کی توقعی تھی۔  
اوہ۔۔۔۔۔ وہ آدمی جو ہسپتال میں تھا؟۔

ہاں، وہی۔

عمران کسی سوچ میں پڑ گیا۔ ہر تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا۔ موت کے اسباب کیا  
تھے؟۔

ہارٹ فیلور۔

پوسٹ مارٹم ہوا ہے؟۔



یہ سب پولیس کی بلیک لسٹ پر تھے۔

یعنی۔۔۔۔۔؟

پولیس کو ان پر شبہ تھا کہ وہ کسی نہ کسی غیر قانونی حرکت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اور اس کے باوجود بھی یہاں کی پولیس قاتلوں کا پتہ نہیں لگا سکتی۔

ہاں۔ فیاض نے ایک طویل سانس لی۔ چند لمے خاموش رہا اور پھر بولا۔ پولیس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ مرنے والے ایک دوسرے سے کسی قسم کا تعلق رکھتے تھے یا نہیں۔

پھر کیا نتیجہ نکلا؟

کچھ بھی نہیں۔ فیاض سر ہلا کر بولا۔ ان کا آپس میں تعلق نہیں ثابت ہو سکا۔ اسی طرح سانپوں کے شکار ہونے والوں میں کئی سزایاب مجرم بھی تھے۔ لیکن ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ظاہر ہو سکا تھا

ارے پھر وہی سانپ؟

پوری بات تو سنو۔ فیاض جھلا کر بولا۔

میں نے آج تک کسی کی آدھی بات نہیں سنی۔ تم پوری لیے پھرتے ہو۔ ٹر سے بتاؤ کہ پولیس کو کس غیر قانونی حرکت کا شبہ تھا ان پر۔

ان میں کچھ ایسے تھے جن کے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ وہ اسمگلر ہیں۔

فیاض اس کی طرف دھیان دیئے بغیر کہتا رہا۔ آئے دن ایسی لاشیں ملتی ہیں اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سانپ کے زہر کی کہانی سناتی ہے۔

سانپ کے دانتوں کے نشانات بھی مرنے والوں کے جسموں پر ضرور ملے ہوں گے؟۔ عمران نے پوچھا۔

یقیناً ملتے رہے ہیں۔

ویسے بھی سانپوں اور گیندوں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ عمران مسکرایا۔

اس فرق کو میں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ فیاض چڑ کر بولا۔

تم نے ابھی تک کوئی کام کی بات نہیں کی سو پر فیاض؟۔ دفعتاً عمران سنجیدگی اختیار کرتا ہوا بولا۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ گیندوں کے شکار ہونے والوں کے متعلق معلومات فراہم کرو۔

اسی سلسلے میں گفتگو کروں گا۔ فیاض نے کہا اور سگریٹ سلگانے لگا۔

عمران منتظر رہا۔ فیاض جب کافی مقدار میں دھواں پھپھڑوں سے خارج کر چکا تو بھرائی ہوئی آواز میں آہستہ سے بولا۔ میں جب ان لوگوں کے متعلق چھان بین کر رہا تھا اسی دوران میں مجھے ان لوگوں کے متعلق معلوم ہوا جو ایک دوران میں سانپوں کا شکار ہوئے تھے۔ اوہو آنکھیں نہ نکالو۔۔۔۔۔ میں دراصل انہیں لوگوں کے متعلق بتاؤں گا جو گیندوں کے شکار ہوئے تھے۔

یار بتاؤ بھی جلدی یرے پاس وقت بہت کم ہے۔

دفعۃً عمران نے محسوس کیا کہ فیاض متحیر نظر آنے لگا ہے۔ اس نے کہا۔ وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں رہتا ہے۔

تم اس کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟ فیاض کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔  
تم اس کے متعلق کیا معلوم کر چکے ہو؟ عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔  
اوہ۔ تو تم کافی حد تک آگے جا چکے ہو۔ فیاض نے ٹھنڈی سانس لی۔ لیکن اس کے لہجے میں مسرت تھی۔

اب تم دیر رک رہے ہو۔ عمران نے خشک لہجے میں کہ۔  
میں اس سے مل چکا ہوں۔ فیاض بولا۔ اس نے ابھی حال ہی میں رپورٹ درج کرائی کہ سے چند نامعلوم آدمیوں کی طرف سے خدشہ ہے کہ وہ اسے مار ڈالیں گے۔  
گیندوں والے حادثات شروع ہونے سے پہلے یا بعد کو؟ عمران نے پوچھا۔  
وہ قتل ہو چکے تھے۔ فیاض نے جواب دیا۔ اس کا بیان ہے کہ اسے دھمکیوں والے خطوط مل رہے ہیں لیکن وہ خود ان خطوط کے لکھنے والوں سے ناواقف ہے۔  
تم نے خطوط دیکھے ہیں؟ عمران نے پوچھا۔

ہاں۔ اور وہ کسی ایک آدمی کے لکھے ہوئے نہیں معلوم ہوتے انداز تحریر میں فرق ہے۔  
اور دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ اس زمانے میں بھی اس نے ایسی ہی ایک رپورٹ درج کرائی تھی جب مارگریڈہ لوگوں کی لاشیں مل رہی تھیں۔

لیکن یہ ثابت نہیں ہو سکا تھا۔ عمران نے پوچھا۔  
نہیں۔

اچھی بات ہے۔ عمران نے طریل سانس لی۔ تمہارا کیا نظریہ ہے؟  
میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ گیندوں اور سانپوں والے حادثات کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔

ارے چلو۔ سانپ بھی ہضم کر لوں گا تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔ مگر فی الحال یہاں سانپ زیر بحث نہیں ہیں۔

پھر تم کیا پوچھا چاہتے ہو؟  
وہی بڑے اور پکوڑے میں کیا فرق ہے؟  
میں بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں بہت وقت برباد ہو چکا ہے۔ فیاض جھلا گیا۔  
اچھا تو میں تمہیں صرف پانچ گھنٹے دیتا ہوں ایک آدمی کے متعلق معلومات فراہم کرو؟  
نام اور پتہ بتاؤ؟ فیاض نے بیزاری سے کہا۔ بہت وقت برباد ہو رہا ہے میری بڑی بدنامی ہو رہی ہے۔

اسی لیے کہہ رہا تھا۔ کہ ابھی کنوارے ہو۔ سرمہ لگا کر نہ نکلا کرو باہر۔  
اچھا تو میں چلا۔ فیاض جھٹکے کے ساتھ اٹھتا ہوا بولا۔  
ارے ٹھہرو۔ نام اور پتہ تو لکھتے جاؤ۔ اس کا نام پی سندرہم ہے۔ پیشہ وکالت۔۔۔۔۔

تفشیش سے معلوم ہوا کہ پی سندرہم کے پڑوسیوں نے بھی کبھی وہاں کسی ایسے آدمی کو نہیں دیکھا تھا جس کا حلیہ گروبر سے مطابقت رکھتا ہو۔ دوسری طرف پی سندرہم نے رپورٹ درج کرائی تھی کہ کچھ نامعلوم آدمی اسے جان سے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔ فیاض کے بیان کے مطابق نہ تو اس نے کسی جان بچان والے پر شبہ ظاہر کیا تھا اور نہ اپنے کسی دشمن ہی کا نام لیا تھا۔۔۔ یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ آخر کوئی اسے دھمکیاں دے ہی کیوں رہا تھا۔

پھر فیاض کے بیان کے مطابق گیندوں کے سلسلے میں قتل ہونے والے پولیس کی بلیک لسٹ پر تھے۔ اس سے قبل کچھ لوگ سانپوں کے شکار ہوئے تھے اور وہ بھی ایسے ہی لوگ تھے جن پر پولیس نظر رکھتی تھی۔ اس دوران میں بھی پی سندرہم نے رپورٹ درج کرائی تھی کہ وہ خطرے میں ہے اس وقت بھی اس نے کچھ خطوط پیش کئے تھے جن میں مار ڈالنے کی دھمکیاں تھیں۔ عمران سوچتا رہا لیکن کسی خاص نتیجے پر نہ پہنچ سکا۔ سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ آخر گروبر نے اسے پی سندرہم کا پتہ کیوں بتایا تھا؟ اگر انہیں لوگوں کی طرف سے پی سندرہم کو دھمکیاں ملی تھیں تو ایسی صورت میں جب کہ وہ لوگ خود گروبر کے دشمن ہو گئے تھے۔ گروبر کو پی سندرہم کا نام بھی نہ لینا چاہئے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے برعکس وہ والٹن کو بہ آسانی پھانس سکتا تھا۔ مگر کیا پی سندرہم کا نام اس لیے لیا گیا تھا کہ وہ بھی کسی معاملے میں نتھی کر لیا جائے؟ یا پھر اس کا مقصد یہ تھا کہ پولیس پی سندرہم کے ذریعے مجرموں تک پہنچ جائے اور گروبر خود کو اس معاملے سے الگ ہی رکھے۔ دوسری طرف گروبر کے ساتھی اس بری طرح گروبر کے چکر میں تھے کہ

اوہ، فیاض تم آج کل بہت اچھے جا رہے ہو۔ کیا سپرنٹنڈنٹ سے انسپکٹر بننے کا ارادہ ہے؟۔ فیاض کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ اچھا سو پر فیاض اب میں تو چلا لیکن تم پی سندرہم سیدور ہی دور رہنا۔ اب اسے چھیڑنے کی ضرورت نہیں۔ کیوں؟۔

اب کھیل ختم ہو جائے گا۔

تم اسے کس سلسلے میں چیک کر رہے ہو؟۔ فیاض نے پوچھا۔

بس دیکھتے جاؤ۔ وہ دراصل صفدر کی ضمانت کے لیے ایک آدمی گیری والٹن کو تلاش کر رہا ہے۔

گڈ ضمانت ہو جانی چاہئے۔

فیاض نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر خاموش ہو گیا۔ غالباً وہ عمران کو ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پھر یہ ملاقات ختم ہو گئی۔ عمران سوچ میں کھویا ہوا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا پارک سے نکل رہا تھا۔ ایک بار پھر گروبر اس کے ذہن کی سطح پر ابھر آیا۔ گروبر ان لوگوں میں سے تھا جو بظاہر گیندوں والے حادثات کے ذمہ دار تھے۔ وہ کسی بنا پر گروبر سے ناخوش ہو گئے اور انہوں نے اسے ٹھکانے لگا دینا چاہا۔ مگر گروبر خود اپنی حکمت عملی سے بچ گیا اور پھر گروبر نے جو اندھیرے میں اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا۔ اپنی قیام گاہ کی حیثیت سے پی سندرہم کے بنگلہ کا پتہ بتایا تھا۔ لیکن اسی رات بنگلے کی کمپاؤنڈ میں نظر آنے کے بعد پھر وہاں اسے نہیں ملا تھا۔ بعد کی



ارے یہی تو اب میں سوچ رہا ہوں کہ اس کے متعلق کوئی گفتگو کیوں نہیں ہوئی تھی؟۔  
تم عجیب آدمی ہو۔ میں میز الٹ دوں گی۔ لڑی جھلا گئی۔ نہیں۔۔۔۔۔ بتاؤ آخر اس نے  
اس کے متعلق کوئی گفتگو کیوں نہیں کی تھی؟۔ عمران نے اس کے غصے کو نظر انداز کر دیا۔  
لڑی اسے گھورتی ہوئی اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ غصہ ضبط  
کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ عمران بے تعلقانہ انداز میں ادھر ادھر دیکھتا رہا۔۔۔۔۔ شاید وہ یہ  
ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اسے بت کرتے کرتے بھول جانے کی عادت ہے۔  
اے۔۔۔۔۔ ادھر دیکھو۔ لڑی نے اسے مخاطب کیا۔ تم نے اس سے کیا باتیں کی  
تھیں؟۔

ارے اس الو کے پٹھے نے کہا تھا کہ میں تم سے ہوشیار رہوں تم دراصل ایک ایسے آدمی سے محبت کرتی ہو جو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے رہتا ہے۔ مجھے اس پر غصہ آ گیا اور میں نے

ارے وہی۔ عمران نے لا پرواہی سے کہا۔ جس نے مجھے تم لوگوں کے پیچھے لگایا تھا اور وہ لال باغ کے ساتویں بنگلے میں وہ جو ایک وکیل ہے ما۔۔۔ کیا نام ہے۔۔۔۔۔ مسٹر بندرم۔۔۔۔۔ یا ڈنڈرم۔ نام ٹھیک سے یاد نہیں۔

خط جولفانے میں بند تھا لے جا کر اسے دے دیا۔ اس نے خط پڑھ کر میری بڑی آؤ بھگت کی۔ ایک بوتل کو کا کولا کی پلائی اور پھر سگریٹ پیش کیا۔۔۔۔ مگر تم جانتی ہو کہ مجھے تمباکو بھی پسند نہیں ہے۔

اوہ۔ لڑی نے دانت پیس کر میز پر مکا رسید کیا۔ میں پوچھتی ہوں بھائی کی ضمانت کے

بھی اس کے بعد ہی باہر چلا گیا۔

پھر عمران کو تقریباً بیس منٹ تک بیٹھنا پڑا۔ اس کے بعد لڑی واپس آ گئی۔ وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ اس نے کہا۔ میری دوست نہیں آئی۔ لیکن اس کا ملازم پیغام لایا ہے کہ میں خود اس کی کوٹھی میں پہنچ جاؤں۔ وہاں خاصی تفریح رہے گی کیونکہ اس نے ایک پیشہ ور شعبہ باز کو آج رات کے لیے انگیج کیا ہے۔ تم بھی چلو میرے ساتھ۔۔۔ چلو گے نا؟۔

ضرور چلوں گا۔ عمران بچگانہ انداز میں خوش ہو کر بولا۔ شعبہ باز۔۔۔۔۔ ہا ہا۔۔۔ مجھے بڑا مزہ آتا ہے بازی گری دیکھ کر۔۔۔۔۔ مگر ذرا لباس تبدیل کر لوں اس وقت ٹھنڈک کچھ بڑھ گئی ہے۔

جلدی کرو، میں بھی لباس تبدیل کرنے جا رہی ہوں۔ لڑی نے کہا اور عمران اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر وہ مقفل کھولنے کے لیے جھکا ہی تھا کہ نعمانی آ گیا۔ دونوں اندر داخل ہوئے عمران نے دروازہ بند کیا۔

وہ آپ کو کہیں لے جائے گی۔ نعمانی نے آہستہ سے کہا۔ اس نے باہر ٹیلیفون بوتھ میں کسی سے آپ کے متعلق گفتگو کی تھی اور پھر شاید دوسری طرف سے کہا گیا تھا کہ وہ آپ کو کہیں لے جائے۔

اس نے میرے متعلق کیا گفتگو کی تھی؟۔

یہی کہ گروبر آپ کو ملتا تھا اور ایک خط دے کر سندرم نامی کسی آدمی کے پاس بھیجا تھا

اسے برا بھلا کہا۔ بس پھر میں بھول ہی گیا کہ میں اس کے پاس کس لیے گیا تھا۔ لڑی کے ہونٹ خفیف سے کھل گئے تھے اور چمکدار دانتوں کی قطار کا کچھ حصہ بڑے دلکش انداز میں جھانکنے لگا۔ آنکھوں سے تحیر زدگی مترشح تھی۔

میں اسے مار ڈالوں گا۔ عمران نے کہا۔ بس تم اتنا کہہ دو کہ اس نے جھوٹ کہا تھا؟۔ میں اسے جانتی ہی نہیں۔ پتہ نہیں وہ کون ہے اور اس نے کیوں ایسی لغویات کہی تھیں۔ اچھی بات ہے تو میں اسے دیکھ لوں گا۔

پتہ نہیں تم کن الٹے سیدھے آدمیوں سے ملتے پھرتے ہو۔ لڑی نے شکایت آمیز لہجے میں کہا۔ میں کہتی ہوں کہ یہ لوگ میرے اور تمہارے تعلقات خراب کر دیں گے۔ ارے واہ۔۔۔۔۔ مر گئے کرانے والے۔۔۔ میں گدھا تو نہیں ہوں کہ ان کی باتوں میں آ جاؤں گا۔

اوہو، ٹھرو۔ میں ابھی آئی۔۔۔۔۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگیں گے۔ میری ایک دوست آنے والی تھی۔ ذرا دیکھ لوں وہ پارک میں تو نہیں ہے۔ تم یہیں بیٹھنا اگر کہیں گئے تو میں خفا ہو جاؤں گی۔۔۔۔۔ آں

وہ عمران کا دایاں گال سہلاتی ہوئی اٹھ گئی۔

عمران نے آنکھوں کی جنبش سے سار جٹ نعمانی کو اشارہ کیا۔ جو ہال کے ایک گوشے میں بیٹھا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ لڑی دروازے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ نعمانی بھی اٹھا اور وہ



ممکن ہے۔ لزی کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ چلو اب ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔

وہ ڈائینگ ہال میں آئے اور یہاں عمران کو اپنا منتظر پایا۔

پتہ۔۔۔ چلو۔ عمران نے کپکپائی ہوئی آواز میں کہا۔ اتنی دیر کردی تم لوگوں نے اگر وہ دو چار شعبدے دکھا چکا ہوگا تو مجھے بڑا افسوس ہوگا۔

باہر آ کر والٹن نے آہستہ سے لزی سے کہا۔ اوہ۔۔۔۔۔ وہ دیکھو۔۔۔۔۔ وہ گاڑی آئی ہے جس کا باڈی ساونڈ پروف ہے غالباً ہمیں اسے ساونڈ پروف حصے ہی میں بٹھانا ہوگا۔ یہ گاڑی بھیجنے کا تو یہی مقصد ہو سکتا ہے۔

عمران ان سے کچھ فاصلے پر تھا اس لیے شاید وہ ان کی کوئی گفتگو نہیں سن سکا تھا۔ بہر حال وہ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی وین کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

والٹن نے اس کا پچھلہ حصہ کھولا۔ اندر روشنی تھی اور وہ ایک چھوٹا سا آرام دہ کمرہ ہو رہا تھا۔ لزی نے عمران سے کہا کہ وہ اندر بیٹھ جائے۔ خود آگے والٹن کے ساتھ بیٹھے گی۔ عمران بے چون و چرا اندر بیٹھ گیا۔ والٹن نے دروازہ بند کر دیا۔ پھر وہ دونوں اگلی سیٹ کے پاس آ بیٹھے۔ وین چل پڑی لیکن وہ دونوں خاموش تھے شاید ڈرائیور کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک ویران راستے پر مڑ گئی۔ چونکہ وہ چڑھائی تھی اس لیے رفتار دھیمی ہو گئی تھی۔ سڑک کے دونوں جانب اونچے اونچے چٹانیں تھیں۔ جب کسی موڑ پر یک بیک

۔۔۔۔۔ نعمانی نے کہا اور قریب قریب وہی سب کچھ دہرایا جو عمران نے لزی سے کہا تھا۔ اچھی بات ہے تو میں جاؤں اس کے ساتھ۔۔۔۔۔ اور تم دونوں۔۔۔۔۔ نظر رکھنا لیکن اسے تعاقب کا احساس نہ ہونے پائے یعنی اگر ہم کسی ایسے ویران راستے پر جا رہے ہوں جہاں ٹریفک نہ ہو تو تم قطعی تعاقب نہ کرنا۔ کیونکہ میں ان کے ہوشیار ہو جانے کا خطرہ نہیں مول لے سکتا۔

لیکن اگر آپ تنہا کسی مصیبت میں پڑ گئے تو۔۔۔؟  
اس کی پرواہ نہ کرو۔  
نعمانی سر ہلا کر رہ گیا۔



لزی اور والٹن طویل راہداری میں کھڑے آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح چیف گرو بروکوشکار کرنا چاہتا ہے۔ والٹن نے کہا۔ کیسے؟

مجھے یقین ہے کہ گرو برو اس احمق پر ہر وقت نظر رکھتا ہوگا۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارا تعاقب کرے۔



ہکلائی۔

کون نہیں ہے؟۔

وہی احمق آدمی اسے ہم لائے تھے۔

والٹن؟۔ آنے والا غرایا۔ یہ کیسی بہوا؟۔

میں کیا بتاؤں چیف، خود میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ میں نے خود ہی اسے اٹھایا تھا اور اس کے متعلق یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ راستے ہی میں اتر جائے گا۔ ایک جگہ بھی تو گاڑی نہیں روکی گئی تھی۔

کیا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا تعاقب نہیں کیا گیا ہوگا؟۔

مجھے یقین ہے چیف۔ کیونکہ میں اس معاملے میں ضرورت سے زیادہ محتاط رہا تھا۔

خیر اندر آؤ۔ آنے والا مکان کی طرف مڑتا ہوا بولا۔ اگر وہ چڑھائی شروع ہونے کے بعد اترتا ہے تو ذرا ہی سی دیر میں اسے یہاں آنا پڑے گا۔ چڑھائی شروع ہونے کے بعد سے ہر موڑ پر میرا کوئی نہ کوئی آدمی موجود ہے اور اس سے گزرنے والے اجنبیوں کو یقینی طور پر چیک کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ کسی وقت ادھر سے گزرے۔ وہ لکڑی کے مکان میں داخل ہوئے ان کے پیچھے گاڑی کا ڈرائیور بھی تھا۔

مکان انداز سے بھی خاستہ حال تھا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے استعمال نہیں کیا جاتا۔ وہاں دو آدمی اور بھی تھے۔

ان کی گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی پڑتی تو ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ اونگھتے اونگھتے چونک پڑے ہوں۔

کچھ دیر بعد گاڑی لکڑی کے چھوٹے سے مکان کے سامنے رک گئی۔ یہاں بھی گہرا اندھیرا تھا۔ البتہ مکان کی چھوٹی چھوٹی کھڑکیوں میں مدہم سی روشنی دکھائی دے رہی تھی۔ والٹن اور لزی بڑے اطمینان سے نیچے اترے اور کچھ دیر تک ان میں سرگوشیاں ہوتی رہیں۔ پھر والٹن نے گاڑی کی پشت پر آکر دروازہ کھولا لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے حلق سے ایک تیز زدہ سی آواز نکلی۔۔۔ گاڑی خالی تھی اور عمران کا پتہ نہ تھا لزی بھی آگئی اور وہ بھی والٹن ہی کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گاڑی کے اندر دیکھنے لگی۔ دفعتاً لکڑی کے مکان سے کسی کی غرائی سی آواز آئی۔

کیوں کیا ہو رہا ہے؟۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مضبوطی سے ہونٹ بند کئے اور بے حس و حرکت کھڑے رہے۔

ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ مکان کا دروازہ کھلا اور قدموں کی آواز آئی۔ جوان سے قریب ہوتی گئی۔ اور پھر آنے والا ان کے قریب پہنچ کر رک گیا۔

کیا بات ہے۔۔۔۔۔؟۔ آنے والے نے پوچھا۔

وہ تو۔۔۔۔۔ نن۔۔۔۔۔ نہیں ہے۔۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔۔ لزی

تم کون ہو؟ پہلے نقاب پوش نے گرج کر پوچھا۔  
 میں وہ ہوں جس کی آواز اور لہجے کی تم نے نقل اتارنے کی کوشش کی ہے۔  
 نئے آنے والے نقاب پوش نے کہا اور پھر والٹن سے بولا۔ والٹن اسے پکڑ کر رسی سے  
 جکڑ دو۔۔۔۔۔ ارے کیا تم نے اسے ابھی تک نہیں پہچانا۔۔۔۔۔؟ یہ گرو بر ہے۔۔۔۔۔  
 میرے بھیس میں تمہاری گردن کاٹنے آیا ہے۔۔۔۔۔ ذرا اس کے چہرے سے نقاب تو ہٹاؤ۔  
 حقیقت خود ہی تم پر منکشف ہو جائے گی۔ چلو میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔۔۔۔۔ ہمارا سب سے بڑا  
 دشمن اپنی حماقت سے ہمارے جال میں آ گیا ہے۔۔۔۔۔ پکڑو۔  
 والٹن پہلے نقاب پوش کی طرف بڑھا۔ اور اس نے بھی ریوالور نکال لیا۔  
 پیچھے ہٹو۔ ورنہ گولی مار دوں گا۔ پہلا نقاب پوش دھاڑا۔  
 تم سب ہٹ جاؤ۔ نئے آنے والے نقاب پوش نے ہنس کر کہا۔ میں دیکھ لوں گا۔  
 وہ سب ادھر ادھر ہٹ گئے۔ اب دونوں نقاب پوش ایک دوسرے کے مقابل تھے۔ دفعتاً  
 پہلے نقاب پوش کے ریوالور سے شعلہ نکلا۔۔۔۔۔ اور نیا نقاب پوش اچھل کر دیوار سے جا ٹکا  
 اس کا بایاں ہاتھ سینے پر تھا اور داہنا ہاتھ نیچے جھول گیا تھا۔ وہ ہولے ہولے کراہنے لگا۔ ایسا  
 معلوم ہو رہا تھا جیسے تکلیف کی زیادتی کی وجہ سے حلق سے آواز ہی نہ نکل رہی ہو۔  
 پہلے نقاب پوش نے فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگایا پھر بڑبڑاتا ہوا دوسرے نقاب پوش کی  
 طرف بڑھا۔ دیکھ لیا تم نے یہ ہمارے دشمنوں میں سے کوئی ہے۔ اب میں تمہیں اس کا چہرہ

کیوں۔۔۔ والٹن؟ نقاب پوش والٹن کی طرف مڑ کر غریا۔ گرو بر پر تم نے کس کے حکم  
 سے حملہ کیا تھا۔  
 اس کی نیت خراب تھی چیف۔ اس لیے میں نے سوچا۔  
 تم نے کچھ نہیں سوچا۔ تم میں کچھ سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ والٹن نے سر جھکا لیا۔  
 بولو خاموش کیوں ہو گئے؟  
 اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ باز پرس کریں گے تو شاید۔۔۔۔۔  
 ہا ہا۔۔۔ نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔ کیوں والٹن میں اس وقت تمہیں ایک کھلی کتاب کی  
 طرح نہیں پڑھ سکتا۔ کیا تم نے لڑی کے لیے گرو بر کو قتل نہیں کرنا چاہا تھا۔ تم نہیں پسند کرتے تھے  
 کہ لڑی کو تمہارے علاوہ اور کوئی چاہے؟  
 ٹھہرو، دفعتاً دروازے کی طرف سے آواز آئی وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔ دروازے  
 کے سامنے ایک نقاب پوش کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ جہاں سے وہ ان سبھوں کو کور  
 کر رہا تھا۔  
 والٹن۔۔۔۔۔ نئے آنے والے نقاب پوش نے کہا۔ لو دیکھو آخرا اس وقت میں نے چور  
 پکڑ ہی لیا اگر مجھے ذرا بھی دیر ہو جاتی تو یہ تمہیں قتل کر کے لڑی کو زبردستی اٹھالے جاتا۔  
 وہ سب حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نوار نقاب پوش کو دیکھا تھا کیونکہ اس کی آواز  
 دوسرے نقاب پوش کی آواز میں ذرہ برابر نہیں تھا۔ لہجہ تک یکساں تھا۔

نہیں فی الحال اسے سی سے جکڑ دو۔ اس سے بہت کچھ معلومات حاصل کرنی ہیں۔ تم سمجھتے ہی ہو۔ اس کے بعد پھر یہ تمہارا ہے۔

گرو بردیوانوں کی طرح چیختا رہا۔ لیکن اسے رسیوں سے جکڑ دیا گیا۔ والٹن کہہ رہا تھا۔  
 اف۔۔۔۔۔ فوہ۔۔۔۔۔ چیف۔ یہ سو واقعی بڑا چالاک ہے۔ پہلے اس نے ایک بیوقوف آدمی کو ہمارے پیچھے لگایا اور اسے سکھا دیا کہ وہ کسی وقت خود کو ہم پر ظاہر کر دے پھر اس کا حلیہ ہمیں بتائے کہ اسی نے اس کو ہمارے پیچھے لگایا تھا۔ مجھے گرو بر کی تلاش تھی میں دھوکا کھا گیا تھا۔ میں نے سوچا یہ احمق اچھا پھنسا ہے اسی کے ذریعے گرو بر تک پہنچ جاؤں گا۔ لیکن یہ تو اس وقت معلوم ہوا کہ اس احمق نے ہمیں اچھی طرح بیوقوف بنایا ہے۔ چونکہ ہمیں یہاں لا کر پھنسا یا تھا اس لیے خود راستے ہی سے غائب ہو گیا۔ مگر جناب تو کیا اس دوران میں یہ گرو بر ہی ہم سے فون پر گفتگو کرتا رہا تھا؟۔

قطعی۔ دوسرے نقاب پوش نے کہا۔ میں نے اس کا موقع دیا تھا تا کہ یہ بہ آسانی میری گرفت میں آ سکے۔ یہ چونکہ میری آواز کی کامیاب نقل اتار سکتا تھا اس لیے اس نے سوچا کہ مجھے ٹھکانے لگا کر خود میری جگہ لے لے۔ اور میں والٹن تمہارا شکر گزار ہوں کہ تمہاری ذہانت نے اس کے ناپاک ارادے تاڑ لیے تھے۔

یہ فراڈ ہے۔ یہ فراڈ ہے۔ گرو بر حلق پھاڑ پھاڑ کر چیختا رہا۔ مگر وہ لوگ قہقہے لگا رہے تھے۔  
 اچھا اب اسے لے چلو۔۔۔۔۔ شہر میں تمہیں اس کا تماشا دکھاؤں گا اور شاید آج تم میری

دکھاؤں گا۔ اس نے اپنا ریوالور جیب میں ڈال کر دونوں ہاتھ نوارد نقاب پوش کے چہرے کی طرف بڑھائے جس کے متعلق یہی کہا جاسکتا تھا کہ اس کا دم اکھڑ رہا ہے۔ کیونکہ اس کے بار بار سکڑتے اور پھلتے ہوئے ہونٹوں سے گھٹی گھٹی سی سسکیاں منتشر ہو رہی تھیں۔

لیکن غیر متوقع طور پر اچانک دوسرے نقاب پوش کی لات اس کے پیٹ پر پڑی اور ایک بے ساختہ قسم کی چیخ کے ساتھ دوسری طرف الٹ گیا۔ ساتھ ہی دوسرے نقاب پوش نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس پر اس طرح جا گرا جیسے کوئی باز کسی چھوٹے سے پرندے کو چھاب کر بیٹھ جاتا ہے۔ پہلا نقاب پوش اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔

آو۔۔۔۔۔ والٹن۔۔۔۔۔ قریب آو۔۔۔۔۔ گرو بر کی شکل دیکھو۔ جو آواز بدل کر تمہیں دھوکہ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے نقاب پوش نے ہنس کر کہا۔ اس نے اپنی بائیں کلائی پہلے نقاب پوش کی گردن پر جمادی تھی اور داہنے ہاتھ سے اس کا نقاب نوچ رہا تھا۔  
 گرو بر۔۔۔۔۔؟ بیک وقت سبھوں کی زبان سے نکلا۔

میں تمہارا چیف ہوں۔۔۔۔۔ میں تمہارا چیف ہوں۔ گرو بر گھٹی گھٹی سی آواز میں چیخ رہا تھا۔

اس لیے ہم تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے۔ والٹن غرایا۔۔۔۔۔ پھر اس نے دوسرے نقاب پوش سے کہا۔ چیف اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ ہم اس کے جسم کا ریشہ ریشہ الگ کر دیں گے۔

یہ مسئلہ یوں روا روی میں نہیں طے ہو سکتا۔ میں اس پر غور کروں گی۔۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ چونکہ۔۔۔۔۔

ارے یہ کیا ہوا۔۔۔؟۔۔۔ والٹن کی زبان سے بے ساختہ نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ ریوالور کی طرف جانے لگا۔

دفعتا ایک آدمی گاڑی کے قریب آ گیا اور نقاب پوش والٹن سے بولا۔  
ان سے ملو والٹن۔۔۔۔۔ یہ ہیں سینٹرل کے کیپٹن فیاض۔ معقول آدمی ہیں۔ تمہاری  
شادی میں حارج نہیں ہوں گے۔

Released on 2008

وہ اسی دین میں بیٹھ گئے۔ جس میں واللہ اور لڑی عمران کو لائے تھے۔

ریلوے اسٹیشن کے قریب اس نے والٹن سے گاڑی روکنے کو کہا۔

میں ذرا ٹیلیفون بوتھ سے ایک کال کروں گا۔ تم ٹھہرو۔ وہ گاڑی سے اتر کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔ لڑی بڑبڑائی۔ میرا دل بہت الجھ رہا ہے۔

یہ چیف واقعی بہت حیرت انگیز ہے۔ والٹن بولا۔ لڑی نے پھر کچھ نہیں کہا۔ تھوڑی دیر بعد نقاب پوش پھر واپس آ گیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی ان کی روانگی نہیں ہو سکی۔ نقاب پوش نے بتایا کہ اس نے جسے فون کیا تھا۔ وہ یہیں آ رہا ہے۔ لہذا اس کا انتظار کرنا پڑے گا۔

والٹن اور لزی خاموش رہے۔ نقاب پوش نے کہا۔ کیوں والٹن؟۔ اگر تم لزی سے شادی کر لو تو کیا حرج ہے؟۔

حرج تو نہیں ہے جناب۔ مگر ایک میری خواہش سے کیا ہوتا ہے؟۔

Page 54

اچھا سو پر فیاض۔۔۔ اب مجھے اجازت دو۔ عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔  
آج رات پھر مجھے یہ سوچنا ہے کہ مجھے بھنڈی کا سالن کیوں اچھا نہیں لگتا۔ جب کہ  
بھنڈی پر لوگوں نے پوری پوری کتابیں لکھ ڈالی ہیں۔ ٹاٹا۔



دوسری صبح عمران دیر تک نہ سو سکا کیونکہ فیاض نازل ہو گیا تھا اس کے ساتھ صفدر بھی تھا۔  
تمہارا ہی خیال سہی نکلا۔ فیاض نے کہا۔ وہ گیندیں اس لیے پھینکی جاتی تھی کہ گروبر کے  
آدمی ان پر اس طرح جھپٹیں کہ مقتول ان کے زرغے میں آ جائے۔ وہ اسے ختم کریں اور صاف  
نکل جائیں۔ بھیڑ بھاڑ میں یہ بھی نہ معلوم ہو سکے کہ حملہ آور کون تھا۔ مارے جانے والے پی  
سندرم کے آدمی تھے۔ پی سندرم کو بھی میں نے گرفتار کر لیا ہے اور اب کروڑوں کا مال برآمد ہوا  
ہے۔ گروبر اور سندرم بہت عرصے سے اسمگلنگ کرتے آ رہے ہیں۔ مگر پی

سندرم بھی مخالف گروہ کے سرغنہ کی شخصیت سے واقف نہیں تھا۔ سندرم صرف اسمگلر تھا  
لیکن اس میں جوڑ توڑ کی صلاحیت نہیں تھی۔ اس لیے گروبر کے ہاتھوں ہمیشہ پٹا رہا۔ اور ہاں وہ  
سانپوں والا معاملہ بھی انہی لوگوں سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بھی سندرم ہی کے آدمی تھے۔ اور وہ کسی  
کا زہر نہیں تھا بلکہ گروبر کے آدمیوں نے حقیقتاً زہریلے قسم کے سانپ پال رکھے تھے اور

تم دھوکا کھا گئے والٹن۔ نقاب پوش نے قہقہہ لگایا۔ میں پی سندرم ایڈووکیٹ ہوں۔  
تب تم میرے چیف سے بھی بڑے اسمگلر ہو۔ اس سے زیادہ نہ ہو۔ والٹن کی آواز کانپ  
رہی تھی۔ تب نقاب پوش نے کیپٹن فیاض سے کہا۔ سن لیا تم نے کہ اب نہ کہنا کہ مجھ سے حماقت  
سرزد ہوئی ہے؟۔

تم آخر ہو کون؟۔ لڑی جھلائے ہوئے لہجے میں چیخی۔

آہا۔۔۔۔۔ میں، میں وہی مظلوم احمق ہوں۔ جسے تم اور زیادہ احمق بنانا چاہتی تھیں۔  
نقاب پوش نے چہرے سے نقاب ہٹا دی۔

لڑی اور والٹن کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ وین کے پچھلے حصے میں دوسروں  
کے بھی ہتھکڑیاں لگ رہی تھیں۔ دفعتاً گروبر کی آواز آئی۔ دیکھ لیا مردود تم نے اپنی حماقت کا  
نتیجہ۔ کتو۔ تم اندھے ہو گئے تھے۔

والٹن ڈیڑھ احمق نے ہنس کر کہا۔ گروبر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ وہی حقیقتاً تمہارا چیف تھا اور  
تمہارے درمیان معمولی کارکنوں کی حیثیت سے رہتا تھا۔ اگر وہ تمہارا چیف نہ ہوتا تو اس طرح  
تمہارے ہاتھوں سے بچ نہ نکلتا۔

وہ کوئی بھی ہو۔ مجھے اس سے نفرت ہے۔ والٹن غرایا۔

بس پھر سرکاری گواہ بن جاو۔

یقیناً بنوں گا۔

کے قریب ہو جاتا اور قریب رہ کر زک دینا تو بہت اسان ہوتا ہے لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا تھا تو پھر جس نے اس کی جان بچالی تھی۔

مگر آخر اس ہنگامے کی کیا ضرورت تھی؟۔ صفدر نے پوچھا۔ وہ خاموشی سے بھی اسے ختم کر سکتے تھے؟۔

جب وہ اسمگلر آپس میں لڑتے ہیں تو مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک میدان چھوڑ بھاگ جائے پہلے گروہ نے خاموشی ہی سے کام کیا تھا۔ مثلاً سانپ کاٹنے کی وارداتیں۔ لیکن سندرم اس کے مقابلے میں جمارہا۔ پھر گروہ نے کہا اچھا اب علانیہ بھری پڑی سڑکوں پر قتل ہوں گے۔ مقصد یہ تھا کہ سندرم دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے ساتھ ہی گروہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اصل معاملے کا علم پولیس کو نہ ہونے پائے۔ لہذا اس کے گروہ کی ایک عورت لڑی سول ہسپتال سے تعلق ہو گئی تھی تاکہ اگر کوئی زخمی وہاں پہنچے تو پولیس کو بیان نہ دے سکے وہ اس سے پہلے ہی اسے زہر دے دیتی تھی یا کوئی ایسی دوا جس سے اس کی ذہنی حالت ہی خراب ہو جائے۔

مگر تم نقاب پوش کیسے بن بیٹھے تھے؟۔ فیاض نے پوچھا۔

والٹن مجھے ایک وین میں لے گیا اور اس کا دروازہ ایسا تھا اندر سے بھی کھل سکتا تھا۔ جیسے ہی وہ وین رکی تھی میں اتر کر چٹانوں کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔ پھر جب وہ سب لکڑی کے مکان کے نادر چلے گئے تو میں بھی باہر سے مکان کے اندر کا جائزہ لینے لگا۔ سچویشن ایسی تھی کہ ایک تدبیر سوچ ہی گئی۔ جیب سے نقاب نکالی اور شروع پو گیا۔

سانپوں سے ڈسوا کر ان کی لاشیں سڑکوں پر پھینکوا دیتے تھے۔ والٹن نے سب کچھ بتا دیا ہے مگر وہ عورت زبان نہیں کھولتی اس نے سرکاری گواہ بننے سے انکار کر دیا ہے۔

وہ کہتی ہے کہ اگر گروہ رہی ہمارا چیف تھا تو اس کے لیے میں جان بھی دے سکتی ہوں۔

عورت۔ عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور خاموش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ حالانکہ یہی عورت ایک بار گروہ پر قتل کر دینے کی کوشش کر چکی ہے۔ اور گروہ پر دوبارہ ہاتھ ڈالنے ہی کے لیے وہ مجھ سے قریب ہو گئی تھی۔۔۔ مگر اب وہ گروہ کے لیے جان بھی دے سکتی ہے۔

اس کے بعد عمران کو پوری کہانی دہرائی پڑی۔ فیاض سنتا رہا۔ جب عمران خاموش ہوا تو اس نے کہا۔ آخر یہ گروہ نے تمہیں پی سندرم کا پتہ کیوں بتا دیا تھا۔ جب کہ وہ اپنے مخالفوں کو بھی منظر عام پر نہیں آنے دینا چاہتا تھا؟۔

شاید اندھیرے میں وہ مجھے ہی پی سندرم سمجھا تھا۔ چونکہ یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کی توہ میں لگے رہتے تھے۔ لہذا اس وقت وہاں پی سندرم کی موجودگی بھی ناممکنات میں سے نہیں تھی اور پھر یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کے آدمیوں کو توڑنے کی فکر میں بھی رہتے تھے۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ گروہ نے اس وقت پتہ نہیں بتایا تھا بلکہ یہ بتایا تھا کہ میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔

مگر تم تو کہتے ہو کہ گروہ تمہیں پی سندرم کے بنگلے کی کمپاؤنڈ میں بھی نظر آیا تھا۔

ہاں یہ تو اس کے لیے ایک شاندار موقع تھا۔ وہ پی سندرم کی ہمدردیاں حاصل کر کے اس



کچھ بھی ہوں۔ فیاض مسکرایا۔ تم سے تو شیطان بھی پناہ مانگے گا۔  
پھر صفدر کی طرف دیکھ کر بولا۔ ارے کیا یہ کسی آدمی کا کام ہو سکتا ہے تنہا اتنے مجرموں  
سے نپٹنا؟۔

اور پھر ایسے حالات پیدا کرنا کہ وہ خود ہی اپنے سرغنہ کو پکڑ کر باندھ لیں۔ یہی نہیں بلکہ  
گرفتار ہونے کے لیے بھی خوشی خوشی اس کے ساتھ چلے آئیں؟۔

کچھ بھی نہیں سو پر فیاض۔ عمران مایوسانہ انداز میں سر ہلا کر بولا۔ یہ صرف ستاروں کے  
کھیل ہیں۔ ورنہ بعض اوقات تو ایسی فاش غلطیاں ہوتی ہیں کہ سوچ کر الجھن ہوتی ہے۔ مثلاً  
ایک بار ایک قسم کی گیس کے چکر میں پڑ کر بالکل ہی بے دست و پا ہو گیا تھا اور ایک دوسرا  
آدمی صرف پندرہ منٹ تک سانس روکے رکھنے کی بنا پر ماسٹر آف سپولیشن بن گیا تھا۔ اب  
یہاں سانس روکنا تو کیا ضرورت پڑھنے پر اپنا معدہ بھی آنتوں سمیت کھینچ کر کا ندھے پر لا د  
سکتا ہوں۔ مگر اس وقت غفلت ہو گئی تھی۔ ذرا سی لغزش جس نے مجھے خود اپنی نظروں سے گرا دیا  
تھا۔

کیا قصہ تھا؟۔

قصہ سرکاری تھا ورنہ سنا دیا جاتا۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔  
صفدر مسکرا نے لگا۔ اور پھر وہ تینوں اٹھ کر ناشتے کے لیے ڈائننگ ہال میں چلے گئے۔  
-----تمام شد-----